گرین سیریز-----------از-----------ابنِ طالب

مسٹر بی
ابنِ طالب
www.qaricafe.com
8
گرین سیریز

گرین سیریز

ناول#8

یکم دسمبر 2019

www.qaricafe.com
Fb.me/ibnetalibgs

ہماری بات

السلام علیکم قارئین!

ہمیشہ دیر کر دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔

خواتین و حضرات۔۔۔ آج کی دیر میری کسی غلطی کوتاہی کی وجہ سے نہیں ہے۔۔ بس ایسا ہی ہونا تھا۔۔۔ جو میرے اختیار سے باہر تھا۔۔۔ لیجئے۔۔۔ پیراسائیٹس کی چابی تالے تک پہنچ گئی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔۔۔ تبصرہ ضرور بھیجیں۔۔ آج تو بہت جلدی میں ناول اپ لوڈ ہونے لگا ہے لہذا باقی باتیں پھر کبھی ان شاء اللہ۔۔ سلامت رہیں، مسکراتے رہیں۔

ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ گرین سروس کا مسٹر بی کو لے کر جو ارادہ تھا۔۔۔ انہوں نے عمل کر ہی لیا۔۔۔۔

والسلام

ابنِ طالب

اس کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک کرسی پہ بندھا ہوا پایا۔ لاشعوری طور پہ اٹھنے کی کوشش وہ کر چکا تھا جس کے نتیجے میں اس کو بندھے ہونے کا احساس ہوا تھا۔ کمرے میں تشدد کے آلات تو تھے ہی ساتھ ہی تفریح کا سامان بھی موجود تھا جیسے تشدد کے بعد indoor games کا دَور چلتا ہو۔ وہ کمرے کے وسط میں رکھی کرسی پہ بندھا ہوا تھا اور اس کے سامنے دو خالی کرسیاں موجود تھیں۔

چند لمحے سوچنے کے بعد اس کی آنکھوں میں فیصلہ کن چمک ابھری اور اس نے ہاتھ میں پہنے دھاتی کڑے کو حرکت دی۔ مخصوص

انداز سے جھٹکا دیتے ہی کڑے کے درمیان سے باریک بلیڈ نکلا جو کہ کڑے کی طرح ہی گول شکل اختیار کیئے ہوئے تھا۔ یہ بلیڈ کڑے میں اتنی نفاست سے لگایا گیا تھا کہ کسی کو گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اتنے چھوٹے قطر کے کڑے میں اتنی تیز دھار والا باریک سا بلیڈ موجود ہو سکتا ہے جو نکلا ہونے کے باوجود پہلی نظر میں دکھائی نہ دیتا تھا۔

اس نے انگلیاں ہتھیلی کی طرف سے ہی پیچھے کرتے ہوئے کلائی پہ موجود کڑے پہ ہلکی سی گرفت بنائی اور ہاتھ اور کڑے کو ایک ساتھ حرکت دینے لگا، بلیڈ تیز ہونے کے باوجود اس سے خوب محنت کروا رہا تھا، وہ جانتا تھا کہ اگر کسی کی آمد ہو گئی تو اس کا بچنا ناممکن ہے جس وجہ سے وہ پاگلوں کی طرح بِنا رکے اور تھکے بلیڈ کو حرکت دے رہا تھا۔ کلائیوں پہ چونکہ رسیاں موجود تھیں اور رسیوں کے بندھے ہوتے یوں تیز حرکت سے اس کی کلائی زخمی ہوتی جارہی تھی مگر زندگی کے سامنے یہ زخم کچھ بھی نہ تھے۔

کافی دیر جدوجہد کے بعد جب رسی کا ایک بل کَٹا تو اس نے کڑا چھوڑ کر بازو کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے اور رسی ڈھیلی ہوتی چلی گئی۔ اگلے ہی لمحے رسی اتنی ڈھیلی ہو گئی تھی کہ وہ ہاتھ آرام سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے تیزی سے

دوسرے ہاتھ کی رسی کی گرہ کھول کر رسی ڈھیلی کرتے ہوئے ہاتھ نکالا اور پھر ٹانگیں کھولنے کے لئے نیچے جھکا۔

اس وقت اس کا ذہن آندھی کی زَد میں تھا، ایک طرف آزادی کی امید تو دوسری طرف کسی کے آنے کا دھڑکا، کبھی کبھار اس کے ہاتھ کانپ کر بہک جاتے مگر وہ تیز رفتاری سے اس کام میں لگا رہا۔ ٹانگیں آزاد ہوتے ہی وہ پھرتی سے کھڑا ہوا اور پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کے پاس پہنچا۔ بند دروازے سے کان لگا کر دوسری طرف سے کچھ سننے کی کوشش اس وجہ سے ناکام ہوئی کہ دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔

اس نے دروازے کا ہینڈل دھیرے سے گھمایا اور یہ دیکھ کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ دروازہ لاک نہیں کیا گیا تھا، شاید اسے باندھنے والے مطمئن تھے کہ وہ کھل ہی نہیں سکتا جس وجہ سے دروازے کو لاک نہیں لگایا گیا تھا۔ دھیرے سے دروازہ کھولتے ہوئے اس نے باہر نظر دوڑائی، باہر رات کا اندھیرا دور دور تک پاؤں پسارے اونگھ رہا تھا۔ وہ ایک بڑی سی عمارت تھی جس کی راہداری میں چھوٹے چھوٹے بلب مختلف جگہوں پہ جل رہے تھے۔ اس نے دروازہ پورا کھولا اور پھر ٹھٹک کر رک گیا۔ کھلے دروازے کی چٹخنی اوپر کر کے وہ واپس کمرے میں داخل ہوا۔ چٹخنی اوپر ہونے

کی وجہ سے کوئی بھی جلدی دروازہ بند نہ کر سکتا تھا، اس نے آزاد ہونے کے باوجود کچھ دیر رکنے کا خطرہ مول لیا تھا، یہ اس کی بہادری ہی تھی۔ وہ تیزی سے ملحقہ دروازے کی طرف بڑھا۔ دراصل اسی چیز نے اسے رکنے پہ مجبور کیا تھا کہ اس کمرے میں دو دروازے اور موجود تھے، ایک ہوتا تو وہ سمجھتا کہ شاید واش روم ہو گا مگر۔ دو دروازے۔۔۔

ایک تو واقعی واش روم تھا مگر ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ الماریاں تھیں اور کچھ الماریوں کے شیشوں سے ان میں موجود اسلحہ، سیاہ لباس اور مختلف ایسے آلات نظر آ رہے تھے جو جاسوسی و خفیہ مشنز میں استعمال کئے جاتے ہوں۔ وہ حیرت سے یہ سامان دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور پھر ایک الماری کے سامنے وہ رک گیا، اس کی آنکھوں میں چمک ابھری، اس نے تیزی سے الماری کھولی اور اس میں سے ایک ڈکٹافون اور اس کا ریسیور اٹھا کر جیب میں رکھا ہی تھا کہ اسے ہلکا سا کھٹکا محسوس ہوا اور وہ پنجوں کے بل دوڑتا ہوا اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں پہنچا جہاں اسے قید کیا گیا تھا۔ وہاں ابھی بھی سناٹا ہی تھا مگر قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی جس سے ظاہر تھا کہ کوئی اس طرف آ رہا تھا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے جیب سے ڈکٹافون نکالا اور

اسے دیوار سے لٹکے ایک خنجر پہ موجود چمڑے کے کَور سے چپکا کر خنجر کو واپس اس کی جگہ لگا دیا اور دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ دروازہ دھماکے سے کھلا اور ایک معصوم شکل کا نوجوان اندر داخل ہوا، دروازہ کھلا پا کر وہ ویسے ہی جھٹکا کھا گیا تھا اور اب سامنے کھڑے قیدی کو دیکھ کر تو وہ جیسے بوکھلا گیا۔

"تت۔۔ تم آزاد کیسے ہوئے؟۔۔" وہ ہکلایا۔

"بتاتا ہوں۔۔"

کہتے ہوئے اس نے جمپ لیا اور نوارد کو رگیدتا ہوا راہداری میں جا پہنچا، وہ برق رفتاری سے اٹھا اور راہداری سے لان کی طرف دوڑ لگا دی۔

"خبردار۔۔ رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔۔"

عقب سے چیختی آواز سن کر بھی اس پہ کوئی اثر نہ ہوا اور وہ یوں دوڑتا گیا جیسے چور کسی کا پرس چھین کر بھاگ رہا ہو۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں رک جاؤ۔۔ مجھے مجبور مت کرو۔۔"

دوبارہ وہی آواز سنائی دی مگر وہ پھر بھی نہ رکا اور دیوار کے پاس پہنچ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے درخت کی طرف

بڑھا اور اس کے تنے کی نزاکت و جوانی پہ ترس نہ کھاتے ہوئے ایک پاؤں دیوار پہ اور ایک اس تنے پہ رکھتا ہوا اوپر چڑھنے لگا، قسمت اس کا ساتھ دے رہی تھی کہ پاؤں پھسل نہیں رہا تھا، ٹھائیں کی آواز سے اس کے جسم کو جھٹکا لگا مگر اس نے خود کو سنبھالا اور اگلی ٹھائیں کے ساتھ ہی وہ دیوار پہ موجود تھا اور فوری دوسری طرف کود کر اس نے بھرپوری قوت سے دوڑ لگا دی۔

دو گولیاں شاید اسے ڈرانے کے لئے ویسے ہی ضائع کر دی گئی تھیں۔ دوڑتے دوڑتے وہ ایک بڑی گلی میں پہنچا جہاں سے تھوڑے فاصلے پہ گاڑیاں تیزی سے آتی جاتی نظر آ رہی تھیں۔۔ گاڑیاں دیکھ کر اس کی جسم میں بجلی بھر گئی، اس نے مڑ کر دیکھا تو دور دور تک اس کے پیچھے کوئی نہیں تھا، مختلف گلیوں میں مڑنے کے سبب وہ تعاقب کرنے والے کو جھٹک آیا ہو گا، یہ سوچتے ہوئے وہ سڑک کی طرف دوڑ پڑا اور جلد ہی سڑک کے کنارے چلتے ہوئے لفٹ کے لئے اشارے کرتا نظر آیا۔ لفٹ دینے تو کوئی نہ رکا مگر ایک ٹیکسی ضرور رکی، وہ تیزی سے ٹیکسی میں بیٹھا۔

"اوریگا بار۔۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا تو ٹیکسی والے نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھائی۔

اس نے جیب سے ڈکٹافون کا ریسیور نکالا، اسے آن کیا، اسے آن ہوتے دیکھ کر اس کے چہرے پہ اطمینان بھری مسکراہٹ ابھری۔ اس نے ریسور کو کان سے لگایا۔ ریسیور میں سے شاں شاں کی آواز کے علاوہ کبھی کبھار دوڑتے قدموں کی آواز بھی سنائی دیتی جسے سن کر اس کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ دوڑ جاتی لیکن اچانک وہ سنجیدہ ہوتا نظر آیا۔

"یس۔۔۔"

حساس ڈکٹافون سے سرد آواز سنائی دی، آواز بہت دھیمی تھی۔

"بب۔۔باس۔۔وہ نکل گیا۔۔۔"

اس کے ہاتھوں زِک کھانے والے نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"کیسے؟۔۔"

دوسری طرف سے بغیر چونکے پوچھا گیا مگر آواز میں سختی کا عنصر بڑھ گیا تھا۔

"باس مجھے شک پڑا جیسے کوئی عمارت میں چل پھر رہا تھا تو میں اس کے کمرے کی طرف گیا اور۔۔۔"

"وہ نکل کیسے گیا؟۔۔"

دوسری طرف سے سرد آواز کے ساتھ نوجوان کی آواز کچھ دیر کے لئے بند ہو گئی۔

"وہ میرے پہنچنے سے پہلے کھل چکا تھا اور مجھے نیچے گراتے ہوئے وہ نکل گیا۔۔" نوجوان کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھے تم سے یہ توقع نہیں تھی۔۔"

دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر شاید کال ہی بند ہو گئی تھی۔

"اب کیا کروں۔۔باس تو مجھے کچا چبا جائے گا۔۔" دوسری طرف سے پریشان آواز سنائی دی تو اس نے مسکرا کر ڈکٹا فون کا ریسیور بند کرتے ہوئے جیب میں ڈال لیا، وہ ایسا انتظام کر آیا تھا کہ بغیر سامنے آئے مخصوص فاصلے تک دشمن کی بات ویسے بھی سن سکتا تھا۔۔اس نے اطمینان سے آنکھیں بند کیں اور سیٹ سے سر ٹکا کر لیٹ سا گیا۔

"ہائے میں مر گیا۔۔" وہ لڑکھڑا کر پشت کے بل زمین پہ آ رہا۔

"چلو اٹھو۔۔"

ایک سخت چہرے والے پینتالیس سالہ شخص نے سخت آواز میں کہا تو وہ پیٹھ پہ ہاتھ رکھے بھینس کی طرح جگالی کرتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"استاد جی۔۔۔یہ کام بہت مشکل کام ہے۔۔میری ماں کہتی تھی۔۔"

"ماں کو گھر ہی رہنے دو۔۔ چلو۔۔ آگے بڑھو۔۔"

اس کے منہ کھولتے ہی استاد نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا اور وہ منہ بسورتے ہوئے مخصوص انداز میں کھڑا ہوا اور پھر چیختے ہوئے سامنے موجود اپنے استاد پہ حملہ کر دیا۔۔۔ وہ لگاتار ہاتھ اور پاؤں کا استعمال کر رہا تھا مگر جس طرح وہ استعمال کر رہا تھا وہ بڑا مضحکہ خیز تھا۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے مکھیاں زندہ پکڑنے کا حکم دے دیا ہو جس کے لئے وہ بونگوں کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا پھر رہا تھا۔۔

پچک کی آواز کے ساتھ ہی وہ دھڑام سے زمین پہ گرا۔

"ہائے میں پھر مر گیا۔۔"

اس نے اپنے ٹانگ پکڑتے ہوئے کہا، اس نے استاد کی بجائے دیوار پہ لات دے ماری تھی۔

"تم خاک مارشل آرٹس سیکھو گے۔۔ کہاں سے میرے پلے باندھ دیئے گئے۔۔" استاد جھلا گیا۔

"استاد جی۔۔ میں نے بی اے آرٹس میں ہی کیا ہے، یہ مرشد آرٹس۔۔"

"کتنی بار کہا ہے مارشل آرٹس۔۔۔ تم سے تو نام بھی ٹھیک سے

نہیں لیا جاتا۔۔" استاد نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی بات ہے نا۔۔ جب بی اے آرٹس ہو گیا، ایم اے آرٹس ہو گیا، تو یہ مرشد آرٹس بھی کر لوں گا میں۔۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تم سے نہیں ہو گا یہ۔۔ ہیجڑوں کی طرح ناچنا شروع کر دیتے ہو تم۔۔"

اس کا استاد شاید اس سے اکتا گیا تھا۔

"اب آپ نے میرے بے غیرتی کو للکار دیا ہے۔۔ یہ مجھے پسند نہیں۔۔ میری ماں کہتی تھی کہ جو مرضی ہو جائے کبھی بھی بے غیرتی پہ آنچ مت آنے دینا۔۔" اس نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

"تمہاری ماں فوت ہو گئی؟۔۔" استاد نے سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے ازراہِ ہمدردی پوچھا۔

"جی بالکل۔۔ ایک بار غیرت کھا کر میرے باپ کو ڈنڈا مار دیا تھا۔۔ بھلا غیرت کھانے کی کیا ضرورت تھی۔۔ ہاں اگر بے غیرتی کی بات ہوتی تو پھر تو بنتا تھا۔۔"

اس نے ایسے لہجے میں جواب دیا کہ استاد کو سمجھ ہی نہ آئی کہ اس

بات پہ افسوس کرے، خوش ہو یا اسے دلاسہ دے۔ اس کا انداز دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے ڈرامہ کر رہا ہے۔۔

"یہ غیرت بھی۔۔۔ کتنے قتل کروائے گی۔۔" استاد کو یہی جملہ سوجھا۔

"اسی وجہ سے مجھے بے غیرتی پسند ہے اور اگر کوئی میری بے غیرتی کو للکارے تو میرا دل خراب ہو جاتا ہے۔۔" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے لڑائی کا پوز بناتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"دل نہیں۔۔ دماغ خراب ہوتا ہے بچے۔۔" استاد نے شفقت سے سمجھایا۔

"وہ میرا پہلے ہی خراب ہے۔۔ اب دل خراب ہوتا ہے۔۔ گردے میں سگریٹ پی پی کر کروں گا۔۔"

اس نے کہا اور چیختے ہوئے استاد پہ حملہ کر دیا۔۔۔ اس بار حملے کی شدت اور رفتار کے ساتھ ساتھ درست تکنیک دیکھ کر ایک لمحے کے لئے استاد صاحب بوکھلا گئے جیسے انہیں اپنے شاگرد سے ایسی امید نہ تھی مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کے حملوں کو روکنے لگے کیونکہ

وہ تھے تو استاد۔۔۔ استاد جہاں حملے روک رہا تھا وہیں اندر ہی اندر خوشی پھوٹ رہی تھی کہ ایک ناکارہ شاگرد اچھا سیکھ رہا ہے۔

حملہ روکتے روکتے استاد نے ہلکی سے لات اس کے پیٹ میں جما دی اور وہ ڈکراتا ہوا پچھلی دیوار سے ٹکرایا۔ اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا اور استاد ایک لمحے کے لئے پریشان ہوا مگر اگلا لمحہ اس کے لئے حیرت سے بھرا ہوا تھا جب وہ سر جھٹکتے ہوئے دوبارہ حملہ آور ہو گیا اور استاد تیزی سے بچاؤ کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔

اچانک اس کی تیز رفتار کک استاد کے بلاک کو توڑتی ہوئی استاد کے پہلو پہ لگی اور وہ اوغ کی آواز نکالتے ہوئے پیچھے کو ہٹا مگر ہٹنے سے پہلے استاد کا ہاتھ گھوم گیا تھا اور پوری قوت سے شاگرد کے منہ پہ پڑا اور شاگرد چیختے ہوئے گھوما اور گھومتے ہی گر گیا۔

استاد جو ایک قدم پیچھے ہٹنے کے بعد رک گیا تھا حیرت سے ساکت و جامد زمین پہ پڑے شاگرد کی طرف دیکھ رہا تھا جو ایک تھپڑ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"عباس۔۔۔ کیا ہوا تمہیں۔۔؟۔۔"

استاد تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا مگر کافی بار جھنجھوڑنے کے باوجود عباس نہ اٹھا تو استاد پانی لانے کے لئے باہر دوڑا۔۔ جیسے ہی استاد کمرے سے نکلا۔۔ عباس مسکراتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"ہڈ حرامی کا اپنا ہی مزہ ہے۔۔" وہ بڑبڑایا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونک گیا اور تیزی سے ایک طرف بنچ پہ پڑے اپنے سامان کی طرف بڑھا۔ جیکٹ کی جیب سے فون نکال کر دیکھا تو چونک گیا۔

"یس ماسٹر۔۔۔" اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"گرین ہاؤس پہنچو۔۔۔ جلدی۔۔"

دوسری طرف سے ماسٹر زیرو کی آواز سنائی دی اور کال بند ہو گئی۔

"کرلو ہڈ حرامی۔۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے سامان اٹھانے لگا۔

دروازے سے باہر استاد دیوار سے ٹیک لگائے مسکرا رہا تھا، وہ بھی پانی لینے نہیں گیا تھا، باہر رک کر عباس کی حرکت دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔

استاد جو ٹھہرا۔۔۔ استاد تو استاد ہی۔۔۔۔

کلب المغرب کی چہل پہل دیکھنے لائق تھی۔ سرِ شام ہی گہما گہمی شروع ہو جاتی تھی اور تمام وہ لوگ جو شہر کے مختلف کلبوں کے ماحول، جھگڑوں اور مسائل کی وجہ سے مشکل کا شکار ہوتے تھے وہ مستقل کلب المغرب کے گاہک بن جاتے تھے اور پھر وہ بھی وقت آیا کہ ممبر شپ شروع کر دی گئی جس کے بعد فالتو رش ویسے ہی چھٹ گیا۔ ہفتے میں ایک "اوپن ڈے" ہونے کی وجہ سے صرف وہ لوگ کلب آتے تھے جن کے پاس ممبر شپ نہیں ہوتی تھی اور ممبرز کے لئے کلب بند ہی ہوتا تھا۔

آج رنگا رنگ لوگ موجود تھے جو اس بات کو بہت انجوائے کر رہے تھے کہ وہ کلب المغرب جیسے کلب میں بیٹھے ہیں۔ اوپن ڈے کی وجہ سے سکیورٹی

زیادہ چوکس تھی۔ اگرچہ اس کلب میں کسی قسم کی بدنظمی کی توقع تو نہ کی جا سکتی تھی لیکن پھر بھی احتیاط برتتے ہوئے سکیورٹی بڑھا کر چوکس رکھا جاتا تھا۔

وہ ایک چھوٹی میز پہ اکیلا بیٹھا شراب سے شغل فرما رہا تھا مگر اس کی نگاہیں اور ذہن، سکیورٹی پہ مامور عملے کی جانچ پڑتال میں مصروف تھا۔ کلب المغرب میں اس کی یہ پہلی انٹری تھی اور جو اس نے کلب کے بارے میں سنا تھا وہ بالکل درست تھا، وہاں کا ماحول اچھا اور محفوظ تھا مگر اسے اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ گلاس خالی کر کے اس نے طویل سانس پھیپھڑوں میں بھری اور کھڑا ہو گیا۔۔ ایک ویٹرس تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور احترام سے بل آگے بڑھایا۔ اس نے لاپرواہی سے بل پکڑا اور پھر بل دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔ اتنا بل؟۔۔"

وہ حلق کے بل چیخا اور اس کی چیخ سنتے ہی ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

"سر۔۔ بل تو اتنا ہی ہوتا ہے ایک بوتل برانڈی کا۔۔" ویٹرس نے گھبرا کر کہا جیسے واقعی اسی سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو۔

"میں تمہاری ٹیں ٹیں نہیں سننا چاہتا۔۔ تم لوگ تو لُوٹ رہے ہو مجھے۔۔"

اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

تب تک سپروائزر وہاں پہنچ چکا تھا۔

"سر۔ پلیز۔۔ مجھے بل دکھائیں۔" اس نے ادب سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تم کیا ہلاکو خان ہو۔ دفع ہو جاؤ۔۔ میں تمہارے مینجر سے بات کروں گا۔۔"

اس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو سکیورٹی کا عملہ آگے بڑھا۔

اسی وقت خاموشی کو فون کی گھنٹی نے توڑا اور استقبالیہ پہ موجود لڑکی نے تیزی سے فون کا ریسیور اٹھایا۔ فون کی گھنٹی سن کر اس نوجوان کے چہرے پہ دبی دبی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"سر کو میڈم کے روم میں چھوڑ آؤ۔۔" فون سننے کے بعد لڑکی نے قدرے اونچی آواز میں کہا تو سپروائزر نے جھکتے ہوئے لفٹ کی

طرف اشارہ کیا اور وہ نوجوان "ہوں۔۔" کہتا، اکڑتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھا اور اسی وقت ہال میں موجود لوگوں میں جیسے زندگی ڈال دی گئی ہو، پھر سے وہی شور شرابہ اور سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔۔ کسی کو یاد بھی نہ رہا کہ کسی گاہک نے بل کے حوالے سے کوئی بات کی ہے۔۔۔ کیونکہ انہیں کلب المغرب کی مہذب سروس پہ یقین تھا۔

لفٹ میں سوار ہو کر، سپروائزر سمیت دوسرے فلور پہ پہنچا اور سپروائزر کی معیت میں دوسرے کمرے کے سامنے رکا۔ سپروائزر نے دستک دی۔

"یس۔۔ کم اِن۔۔" ایک سرد زنانہ آواز سنائی دی تو سپروائزر نے دروازہ کھول کر نوجوان کو اندر جانے کا اشارہ کیا، نوجوان کے اندر داخل ہونے پہ اس کے پیچھے دروازہ بند کر دیا گیا۔

کمرے کے وسط میں ایک بڑی میز کے پیچھے بڑی سی کرسی پہ ایک سمارٹ لڑکی بیٹھی تھی جس کے چہرے پہ سختی جیسے ثبت تھی، وہ تیز نظروں سے اس نوجوان کو گھور رہی تھی۔ اپنے انداز سے وہ عورت بالکل بھی نہیں لگ رہی تھی۔

"بیٹھیے۔۔" اس نے لہجے کو نرم کرنے کی ناکام کوشش کرتے

ہوئے سامنے موجود کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ میڈم۔۔۔" نوجوان نے کہا اور خالی کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔

"فرمایئے سر۔۔ آپ کا بِل زیادہ تو نہیں۔۔ برانڈی کا بل اتنا ہی بنتا ہے اور ہم لوگ کسی کو لوٹتے نہیں۔۔ آپ اگر مجھ سے ملنا ہی چاہتے تھے تو سیدھی طرح استقبالیہ پہ کہہ دیتے، یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔" اس نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا مگر اس کے چہرے پہ کسی قسم کی پریشانی نہ تھی۔

"رضی۔۔۔ تمہارے بارے میں جیسا سنا تھا ویسی ہی نظر آ رہی ہو تم۔۔" نوجوان بے تکلفی سے میز پہ جھکتے ہوئے بولا تو وہ چونک گئی۔

"مطلب؟۔۔" وہ پھنکاری۔

"تمہارا باس کہاں ہے؟۔۔" جواباً وہ بھی غرایا۔

"باس۔۔۔ باس سے تمہارا کیا تعلق؟۔۔" وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"میرا تو نہیں مگر اس کا مجھ سے تعلق ضرور بن گیا ہے۔۔ مجھے اس کا پتہ چاہیئے۔۔" نوجوان اب بہت ہی سخت گیر انسان نظر آ رہا تھا۔

"اگر تم باس کو جانتے ہوئے بھی یہ سب کر رہے ہو تو یقیناً تم پاگل خانے سے بھاگے ہوئے پاگل ہو۔۔"

وہ اطمینان سے دوبارہ کرسی سے ٹیک لگاتے بولی۔

"ہاں۔۔ تم درست کہہ رہی ہو، میں پاگل خانے سے بھاگا ہوا ہوں، پاگل بھی ہوں۔۔ اور رہ گئی بات تمہارے باس کو جاننے کی تو میں اس سے بلاوجہ ٹکرانا نہیں چاہتا تھا لیکن اب میں اکتا گیا ہوں بلکہ میرا دماغ گھوم گیا ہے۔۔ اس کا

پتہ بتاؤ تم۔۔" وہ زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔

"دماغ تو تمہارا میں بھی ٹھیک کر سکتی ہوں۔۔" وہ بھی زہریلے انداز میں بولی مگر مسکراہٹ نام سے ہی شاید وہ متعارف نہ تھی۔

"تم جیسی ننھی پریاں میری بغل میں رہتی ہیں ہر وقت۔۔ تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ اپنے باس کی ضروریات پوری کرتی رہو۔۔" نوجوان نے ذومعنی اور گھٹیا لہجے میں کہا تو رضی کا چہرہ مزید سخت ہو گیا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔ اور شکر کرو کہ میرے ہاتھوں بچ گئے تم۔۔" رضی نے اپنے سخت ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"سچ کڑوا ہی ہوتا ہے۔۔ میں مسٹر بی کا پتہ پوچھ کر ہی تمہاری جان چھوڑوں گا میری جان۔۔"

وہ مسکراتا ہوا کرسی سے کھڑا ہوا اور پلک جھپکنے میں میز پہ ہاتھ رکھ کر اچھلا اور اس کی لات کھڑی ہوتی ہوئی رضی کے سر پہ لگی اور وہ چیختی ہوئی دھماکے کی آواز کے ساتھ کرسی سمیت پیچھے گری اور نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ نوجوان نے کرسی کے بازو پہ ہاتھ ڈالا اور کرسی کھینچ کر رضی کو دے ماری، رضی جو سر جھٹک کر کھڑی ہو رہی تھی وہ چیخ کر عقبی دیوار سے ٹکرائی

اور پھر کرسی پہ ہی الٹ گئی۔

نوجوان واقعی بجلی بنا ہوا تھا، وہ کرسی رضی پہ دھکیلنے کے ساتھ خود بھی دوڑ کر رضی کے قریب پہنچ گیا تھا، اس نے حواس باختہ رضی کے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر چہرہ اپنی طرف کیا۔

"اپنے باس سے کہہ دینا۔۔ اس کی حکومت کے دن گئے اب۔۔ خارش زدہ کتا ہے وہ بس۔۔"

وہ دھاڑا اور ساتھ ہی رضی کا سر پوری قوت سے عقبی دیوار پہ دے مارا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوم کر رضی کی کنپٹی پہ لگا اور وہ چیختی ہوئی بے ہوش ہوتی چلی گئی۔

وہ شعلہ بار آنکھوں سے پیچھے ہٹا اور رضی کو دیکھ کر کارپٹ پہ تھوکتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"اب وہ کتا خود ہی میری بُو سونگھتا ہوں میرے پیچھے آئے گا۔۔" وہ بڑبڑایا۔

جبران اپنے فلیٹ میں آرام دہ کرسی میں دھنسا کمپیوٹر سے متعلق ضخیم کتاب پڑھنے میں مصروف تھا، دائیں ہاتھ پہ چھوٹی میز پہ ایک بڑا سا پیالہ میٹھے دانوں سے بھرا ہوا تھا جو آہستہ آہستہ جبران کے پیٹ میں منتقل ہو رہے تھے۔ اپنے دوستوں میں وہی تھا جو فلیٹ میں رہتا تھا۔ کبیر اپنے والد کے ساتھ ، اپنی کوٹھی میں جبکہ ساحر۔۔ کبھی اپنی شہری رہائش گاہ پہ تو کبھی شہر سے باہر قلعہ نما گھر میں۔

دروازے پہ دستک سن کر وہ چونک کر اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"کون؟۔۔" اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

"آپ کے نام ایک خط آیا ہے انکل۔۔۔" باہر سے بچے کی آواز سنائی دی۔

"خط۔۔کون دے کر گیا ہے؟۔۔" اس نے حیرت سے پوچھا کیونکہ خط کا تو زمانہ ہی بیت گیا تھا اور ایسا کوئی جاننے والا بھی نہ تھا جس سے خط کی امید کی جا سکتی ہو۔

"پتہ نہیں انکل۔۔لے لیں نا پلیز۔۔ ممی بلا رہی ہے۔۔" بچے نے کہا۔

"اوہ۔۔اچھا۔۔" جبران نے کہا اور دروازہ کھولا، دروازہ کھلتے ہی اس کے سینے پہ لات پڑی اور وہ اچھل کر عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ ابھی وہ اٹھنے کو ہی تھا کہ اس کی کنپٹی پہ ضرب لگی اور اسے یوں لگا جیسے اس کا سر پھٹ گیا ہو، اس کے ساتھ ہی حواس سے بیگانہ ہو کر لیٹ رہا۔

"اسے اندر لے چلو۔۔"

فلیٹ میں داخل ہونے والے تین افراد میں سے ایک نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو باقی دو اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جھک کر اسے

اٹھانے لگے۔

ان کے باس نے فلیٹ کا دروازہ بند کیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"اس کمرے میں لے آؤ۔۔" اس نے کمروں میں جھانکنے کے بعد دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ لوگ جبران کو گھسیٹ کر اس

کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

دیوار کے ساتھ موجود کرسی کو اٹھا کر کمرے کے وسط میں رکھا اور بے ہوش جبران کو اس پہ ڈال کر ان میں سے ایک باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹائیاں تھیں، اس نے جبران کے دونوں ہاتھ اور پاؤں۔۔ کرسی کے بازوؤں اور ٹانگوں سے کَس کر باندھے اور پھر دو ٹائیاں آپس میں ملا کر، جبران کے سینے کے گرد گھماتے ہوئے کرسی کی پشت سے اسے باندھ دیا۔

"ہوش میں لاؤ اسے۔۔" باس غرایا تو ایک شخص نے آگے بڑھ کر جبران کے منہ پہ تھپڑ مارنے شروع کر دیئے، جلد ہی جبران کے جسم کو جھٹکا لگا تو تھپڑ مارنے والا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم لوگ باہر نگرانی کرو۔۔ اس کا کوئی ساتھی ہی نہ آ جائے۔۔"

باس نے کہا تو دونوں سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئے۔

جبران کی آنکھیں کھلیں تو تھوڑی دیر وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا اور جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اس نے جسم کو جھٹکا دے کر اٹھنے کی کوشش کی مگر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکا۔

"کون ہو تم؟۔۔" اس نے سامنے کھڑے شخص سے پوچھا۔

"بڑی جلدی بھول گئے تم۔۔" وہ مسکرایا تو جبران سوچ میں ڈوب گیا۔

"اوہ۔۔۔ تم۔۔۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟۔۔" اس نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"تم کون ہو؟۔۔" اس نے الٹا جبران پہ سوال داغ دیا۔

"انسان۔۔۔" جبران نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اگر کتے کی موت نہیں مرنا چاہتے تو جو پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔۔" وہ غرایا۔

"غرا تو تم رہے ہو کتے کی طرح۔۔" جبران مسکرایا۔

"یہ حوصلہ، حوصلہ کھیلنے کا وقت نہیں بچے۔۔" وہ بھی مسکرایا۔

"تم نے واپس آکر غلطی کی۔۔" جبران نے کہا۔

"ہاہاہاہاہاہا۔۔۔بہت خوب۔۔اپنی حالت دیکھو اور جواب۔۔بہت بہادر بن رہے ہو۔۔"

وہ قہقہے لگاتا ہوا جبران کی طرف بڑھا، اور اگلے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ جبران کا چہرہ دوسری طرف گھوم گیا۔

"تم کون ہو اور تمہارے ساتھ اور کتنے لوگ ہیں؟۔۔" وہ دوبارہ غرایا۔

"تم پچھتاؤ گے۔۔۔" جبران نفرت سے بھرپور لہجے میں بولا۔

اس نے غصے سے دانت رگڑتے ہوئے ایک ہاتھ سے جبران کی ٹھوڑی سے اس کے چہرے کو پکڑا اور دوسرا ہاتھ مشین کی طرح جبران کے منہ پہ مکے برسانے لگا۔۔مکے اتنی تیز رفتاری سے چل رہے تھے کہ جبران کو چیخنے کا موقع بھی نہ ملا اور وہ وحشی جب پیچھے ہٹا تو جبران کا سر یوں لٹک چکا تھا جیسے اس کی روح پرواز کر گئی ہو۔

"ٹیڑھی دم ہے یہ پوری قوم۔۔" وہ بڑبڑایا اور پیچھے ہٹ کر پوری قوت سے جبران کے پیٹ میں لات دے ماری، جبران کی فلک

شگاف چیخ کمرے میں گونجی اور وہ کرسی سمیت پشت کے بل زمین پہ آرہا۔

اسی وقت موبائل کی گھنٹی سن کر وہ رک گیا، اس کی نظریں کمرے میں گھوم گئیں مگر اس کمرے میں موبائل نہیں تھا، وہ تیزی سے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔

اُدھر جبران حقیقتاً ادھ مرا پڑا تھا، اس کا دماغ ساتھ چھوڑ چکا تھا اور وہ مخبوط الحواس شخص کی طرح چھت پہ نظریں ٹکائے آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا۔ وہ شخص ہاتھ میں موبائل پکڑے کمرے میں داخل ہوا اور سیدھا جبران کی طرف بڑھا۔

"یہ گرگٹ کون ہے؟۔" اس نے جبران کو جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"گر۔۔۔گ۔۔۔گر۔۔۔گٹ۔۔۔" جبران کے منہ سے لاشعوری طور پہ الفاظ پھسلنے لگے۔۔

"کون ہے یہ گرگٹ۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔" وہ شخص شاید جبران کی ذہنی کیفیت بھانپ گیا تھا، ساتھ ہی اس کی حالت بھی دیکھ چکا تھا، وہ جلد از جلد اس کے منہ سے کچھ سننا چاہتا تھا۔

"گر۔۔۔گر۔۔گٹ۔۔۔با۔۔پ۔۔ سس۔۔کا۔۔"

"اس حالت میں بھی تم بھونکنے سے باز نہیں آرہے۔۔۔ کون ہے یہ؟۔۔" اس نے کرسی سیدھی کرتے ہوئے دوبارہ تشدد شروع کر دیا۔ اس بار وہ جبران کی رانوں پہ کہنیوں کی ضربیں لگانے لگا اور اس کی رفتار یوں تھی جیسے کوئی باورچی تیزی سے سبزی کاٹ رہا ہو۔۔

جبران کے منہ سے خون جاری ہو چکا تھا اور جسم محض جھٹکے کھا رہا تھا ورنہ وہ چپ ہو گیا تھا۔۔۔

"اس قوم کا تو باوا آدم ہی نرالہ ہے۔۔۔ کوئی بات کا جواب ہی نہیں دیتا۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"یہ گرگٹ۔۔ کون ہو سکتا ہے یہ۔۔۔ جسے یہ باپ کہہ رہا تھا۔۔" وہ سوچ میں ڈوب گیا اور پھر خود ہی اپنے سر پہ چپت رسید کی۔

"موبائل تیرے پاس ہے۔۔" وہ بڑبڑایا اور پھر جبران کا موبائل اٹھا کر لاک کھولنے کی کوشش کرنے لگا مگر کافی دیر کوشش کے باوجود وہ اس کا لاک نہ کھول سکا۔

"اسے ساتھ لے جانا چاہیئے۔۔۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے باہر کی طرف لپکا۔

جبران کے منہ سے خون دھیرے دھیرے بہہ رہا تھا اوراس کی حالت دیکھ کر دل پسیج جاتا مگر وہ شخص اسے یوں نظر انداز کر کے نکلا جیسے وہ بے جان پتلا ہو۔

ساحر، پچھلے کیس سے فراغت کے بعد ایک بار پر سکون ہوا اور اس کا زیادہ وقت اپنی ورکشاب میں گزرنے لگا جہاں وہ طرح طرح کے عجوبے تیار کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ انجینئر تو وہ تھا ہی اور تجربات کے لئے دولت کی کوئی کمی نہ تھی۔۔ وہ ایسی چیزیں بنانے یا بنی ہوئی چیزوں کو بہتر کرنے میں لگا رہتا تھا جن سے مشن کے دوران کام لیا جا سکے۔ اپنی بنائی ہوئی مصنوعی توند وہ کئی بار استعمال کر چکا تھا اور لارڈ ایمزن والے کیس میں بھی تو اس توند نے اس کی بہت مدد کی تھی۔ اسی طرح پرنس ڈمب والے کیس میں اس کے upgrade کئے گئے بلٹ پروف سوٹ بہت کام آئے تھے۔ آج کل وہ لیزر ٹیکنالوجی کے پیچھے پڑا تھا اور سارا وقت وہیں گزر رہا تھا، رات گئے وہ اپنے مٹی سے بنے گھر میں چلا جاتا اور علی الصبح ورکشاب۔۔

پچھلے کیس میں لینڈ مافیا کے ساتھ ساتھ وہ اسلحہ سازی کے غیر قانونی کارخانوں تک بھی جا پہنچے تھے اور یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جیسے ہی کبیر اور جبران بالکل تندرست ہوں گے اور تربیتی کیمپ میں دو ہفتے گزار آئیں گے تو سب سے پہلا کام یہی ہو گا کہ اسلحہ سازی کے پیچھے موجود افراد کو بے نقاب کیا جائے۔ اس مشن میں گرین سروس کے تین افراد تو جلد ہی ہسپتال پہنچ گئے تھے جس وجہ سے لارڈ نے اسے دوسری ٹیم استعمال کرنے کا کہہ دیا تھا۔

دوسری ٹیم جو کہ اصل میں مسٹر بی کی ذاتی ٹیم تھی اسے استعمال بھی مسٹر بی ہی کرتا تھا، ساحر نے مجبوراً مسٹر بی کا میک اپ کیا کیونکہ مسٹر بی اس کے مزاج پہ طاری تو تھا نہیں، اور اس کی ٹیم کو استعمال کرتا رہا۔ کیس کے بعد کبیر اور جبران بیڈ ریسٹ، ثانیہ ویسے ریسٹ اور عباس۔۔۔ اسے ساحر نے ایک مارشل آرٹ کے ماہر کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ بھی ہاتھ پاؤں چلانے کے قابل ہو سکے۔

چیف کے حالیہ حکم کی وجہ سے اس نے عباس کو گرین ہاؤس بلا کر

ایک نیا کام سونپ دیا تھا اور خود دوبارہ ورکشاب پہنچ چکا تھا۔ آج صبح سے ہی عجیب سے بے چینی محسوس کر رہا تھا لیکن جب تک کچھ

واضع نہ ہو جاتا، وہ اس بے چینی کو سمجھ نہیں سکتا تھا لیکن ماضی کے تجربات کی بنا پہ وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ کچھ عجیب ہونے والا ہے۔ یوں تو چھٹی حس بہت تیز تھی لیکن کبھی کبھار یوں لگتا

تھا کہ چھٹی حس نامی کوئی حس ہی نہیں اس کی۔ وہ ایک چھوٹے سے آلے پہ جھکا اس کے پیچ کَس رہا تھا کہ گھنٹی بجی۔

فون کی گھنٹی سن کر وہ سیدھا ہوا اور فون کے پاس پہنچا جو کہ ذرا ہٹ کر میز پہ رکھا گیا تھا۔ سکرین پہ ابھرنے والا نمبر دیکھ کر وہ چونک گیا۔

"یس۔۔۔؟۔۔" وہ مسٹر بی کے لہجے میں غرایا۔

"ہاشم سپیکنگ باس۔۔ میڈم رضی پہ کسی نے ہاتھ اٹھایا ہے۔۔"

دوسری طرف سے ہاشم کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی تو ساحر کی آنکھوں میں چمک ابھر کر معدوم ہو گئی۔

"زندہ ہے یا مر گئی؟۔۔" اس نے سرد لہجے میں پوچھا جیسے رضی انسان ہی نہ ہو۔

"ب۔۔ باس۔۔۔ بے ہوش ہیں۔۔ ڈاکٹر کہہ رہا ہے دس منٹ تک ہوش آ جائے گا۔۔" ہاشم نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوکے۔۔۔ سکیورٹی سخت کر دو۔۔ تم تینوں دوسرے فلور پہ ہی رہو، دوسرے فلور پہ کسی کو بھی جانے کی اجازت مت دینا اور جب رضی ہوش میں آئے، مجھ سے بات کروانا۔۔ اگر کیمرے نے کچھ ریکارڈ کیا ہے تو وہ

ویڈیو بھی رضی کو کہنا کہ مجھے ای میل کرے۔۔"

اس نے کہا اور کال بند کر کے میز پہ فون رکھتے ہوئے واپس اپنے تجرباتی آلے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا چہرہ سکون سے بھرا پڑا تھا مگر دماغ۔۔ وہ سوچ کے سمندر میں چھلانگ لگا چکا تھا کہ ایسا کون مائی کا لال پیدا ہو گیا ہے جو مسٹر بی کے کلب میں گھس کر اس کی اسسٹنٹ پہ ہاتھ اٹھا کر گیا اور اس سے بھی حیرت کی بات یہ تھی کہ رضی آسانی سے مار کیسے کھا گئی۔۔۔ رضی کے ہوش میں آنے تک تمام معاملات پردے میں ہی تھے۔ کافی دیر کے بعد پیغام ملنے کی گھنٹی سنائی دی تو وہ اوزار رکھ کر دوبارہ موبائل کی طرف بڑھا۔

موبائل کی سکرین پہ رضی کا پیغام نظر آ رہا تھا، اس نے رضی کی طرف سے بھیجے گئے لنک پہ انگوٹھا رکھا تو ایک ونڈو کھلی جس میں ویڈیو نظر آ رہی تھی اس نے ویڈیو چلائی۔ ویڈیو میں رضی کے کمرے میں ایک نوجوان داخل ہوتا نظر آیا اور پھر وہ ساری کاروائی

جو اس کمرے میں ہوئی۔ جس طرح سے اس نوجوان نے رضی پہ ہاتھ اٹھایا تھا، ساحر کے جسم میں چیونٹیاں رینگنے لگیں اور اس کے جبڑے بھنچ گئے۔ اس نے دوبارہ ویڈیو چلائی اور بغور اس نوجوان کی ہر حرکت کا جائزہ لیا اور پھر موبائل ایک طرف رکھ کر سوچ میں ڈوب گیا۔ رضی کو شاید اس نوجوان سے ایسی امید نہیں تھی اور حرکت کرنے سے پہلے ہی وہ نوجوان اس پہ چھا گیا تھا۔

نوجوان کی جسامت اور چلنے کے انداز سے اسے یوں لگا کہ وہ اس نوجوان کو جانتا ہے اور سوچتے سوچتے وہ اچانک چونک اٹھا۔ وہ شاید اسے پہچان گیا تھا، پہچانتے ہی اس نے تیزی سے موبائل پکڑا اور ایک نمبر ملایا۔

اس کی انداز میں بے چینی جھلک رہی تھی، کافی دیر کال چلتی رہی مگر کسی نے بھی کال اٹنڈ نہ کی، اس نے دوبارہ نمبر ملایا مگر جواب ندارد۔۔۔ اس کی بے چینی بڑھنے لگی اور وہ سب کچھ چھوڑ کر، موبائل پکڑے دوڑتا ہوا باہر کو دوڑا۔ وہ اسی طرح دوڑتا ہوا گیراج میں پہنچا۔ نہ تو اس نے لباس بدلنے کی ضرورت سمجھے اور نہ ہی جوتے۔ اس نے ایسی گاڑی چنی جس کا ظاہری طور پہ گردیزی خاندان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے تیزی سے گاڑی سٹارٹ کی اور ہر قسم کی احتیاط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تیز

رفتاری سے گیراج سے نکل کر گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے اس طرح نکلنے کی وجہ سے اس کے گارڈز، خصوصاً زلفی چونک گیا، جلد ہی دوسری گاڑی میں وہ لوگ بھی اس کے پیچھے روانہ ہوئے لیکن انہوں نے ساحر سے مناسب فاصلہ ضرور رکھا کیونکہ وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے پیچھے چل دیئے تھے۔

تیز رفتاری سے گاڑی چلاتے ہوئے اس نے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے ایک پیکٹ نکالا اور پیکٹ کھول کر اس میں سے ریڈی میڈ ماسک نکال کر دوسری سیٹ پہ رکھ کر پیکٹ ڈیش بورڈ میں رکھا اور ڈیش بورڈ بند کر دیا۔

بے چین ہونے کے باوجود اس کا دماغ قابو میں تھا اور وہ ہر ایسی احتیاط برت رہا تھا جو اس کے خیال میں ضروری تھی۔ چلتی گاڑی میں اس نے لارڈ سے رابطہ کرنے کی کوشش بھی کی مگر کوئی جواب نہ ملا پھر اس نے عباس کا نمبر ملایا اور تیسری گھنٹی پہ کال اٹنڈ ہو گئی۔

"یس ماسٹر؟۔۔"

"کہاں ہو تم؟۔۔" اس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔۔ جو آپ نے کام دیا تھا اس سلسلے میں شہر کے مغربی حصے میں ہوں۔" عباس کا جواب ملا۔

"اوکے۔۔" اس نے کہا اور کال بند کر دی۔

عباس جہاں تھا وہاں سے اس مقام تک آتے آتے ساحر سے زیادہ وقت عباس کو لگ جاتا اس وجہ سے ساحر منزل کیطرف بڑھتا رہا۔

اس نے پھر سے نمبر ملایا۔

سوچتے سوچتے اس نے تیزی سے موبائل جیب سے نکالا اور نمبر ملایا۔۔ جلد ہی کال اٹنڈ ہو گئی۔

"یس۔۔ ثانیہ سپیکنگ۔۔۔

"کہاں ہو تم؟۔۔" اس نے تیز لہجے میں ہی پوچھا۔

"رہائش گاہ پہ۔۔ کیوں؟۔۔ کیا ہوا؟۔۔" وہ اس کے لہجے کو بھانپ گئی تھی۔

"میک اپ کر کے فوراً وہاں سے نکل جاؤ۔۔ اور کسی کی نظروں میں مت آنا۔۔ فوری طور پہ یہ کام کرو۔۔۔ ہری اپ۔۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا اور فون بند کر دیا۔

بیس سے پچیس منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک پلازہ کے سامنے تھا جس میں رہائشی فلیٹس تھے۔ گاڑی سڑک پہ ہی چھوڑ کر وہ تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھا، خوش قسمتی سے لفٹ خالی ہی

ملی، وہ چوتھے فلور پہ پہنچا اور تیزی سے لفٹ سے نکل کر دوڑتا ہوا فلیٹ نمبر بارہ کی طرف دوڑا، فلیٹ کا دروازہ دھکیلنے پہ کھل گیا تو اس نے ہونٹ بھینچ لئے، وہ احتیاط سے اندر داخل ہوا اور پنجوں کے بل چلتا ہوا پہلے پھر دوسرے کمرے میں داخل ہوا اور ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت چمکنے لگی اور چہرہ سخت سے سخت ترین ہوتا چلا گیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

سامنے کمرے کے درمیان لکڑی کی کرسی پہ لہولہان، ایک نوجوان سر جھکائے ہوئے تھا، پہلی نظر میں وہ مردہ محسوس ہو رہا تھا، اس نے نوجوان کی نبض چیک کی اور یہ جان کر اطمینان ہوا کہ وہ زندہ ہے مگر اس کی حالت بہت

خراب تھی، اس پہ بہیمانہ انداز میں تشدد کیا گیا تھا۔

"جبران۔۔۔"

اس نے لہجے کو حتی الوسع نرم رکھتے ہوئے اسے پکارا، اس کے لہجے میں دکھ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا۔ اس نے تیزی سے جبران کو کھولا اور کندھے پہ ڈال کر باہر کی طرف لپکا، اس بار اسے لفٹ کے لئے انتظار کرنا پڑا۔ وہ سیڑھیوں کی طرف اس وجہ سے نہ بڑھا تھا کہ اس کے دوڑنے کی

وجہ سے ہو سکتا ہے جبران کو نقصان ہو، لفٹ میں موجود لوگ ساحر کے کندھے پہ لت پت وجود کو دیکھ کر چیختے ہوئے لفٹ سے باہر نکلتے چلے گئے، ساحر سب سے بے خبر لفٹ میں گھسا اور گراؤنڈ فلور کا بٹن دبایا۔۔۔ جلد ہی وہ گراؤنڈ فلور پہ تھا، وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا، جبران کو پچھلی سیٹ پہ ڈال کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا اور جیسے ہی اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی ماحول گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا، جیسے ہی پہلا فائر ہوا تھا ساحر تیزی سے اسٹیرنگ کے نیچے گھس گیا تھا اور اُدھر فائرنگ یوں زور پکڑتی گئی جیسے دو فوجیں آپس میں لڑ پڑی ہوں۔ غنیمت یہ تھی کہ اب اس کی گاڑی کی طرف گولیاں نہیں آ رہی تھیں۔

جتنی زیادہ فائرنگ تھی اس میں گاڑی سے نکل کر ہیرو بننے کی غلطی وہ کر نہیں سکتا تھا اور گاڑی میں بھی خطرہ تھا، ساحر بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"تجھے چسکا لگا تھا میری جگہ لینے کا۔۔۔ اب بھگت۔۔۔"

"ٹر ٹر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ زبان کھینچ لوں گا۔۔۔"

یکلخت وہ جیسے خود سے ہی الجھ گیا۔

"کیا ضرورت تھی ہیرو گیری کرنے کی۔۔۔ منہ اٹھا کر ہر کام میں گھس جاتا ہے تو اور پھر مجھے بچانا پڑتا ہے تجھے۔۔" وہ غصیلے لہجے میں غرایا۔

"تو بھاڑ میں جا۔۔ مجھے تیری ضرورت نہیں۔۔۔ میں اپنا خیال بھی رکھ لوں گا اور ان بزدلوں کا بھی۔۔۔" جواباً بڑبڑاہٹ ابھری۔

"بزدل۔۔ چوہے کی طرح تو گھسا ہے بِل میں اور بزدل وہ۔۔"

"شٹ اپ۔۔۔"

وہ حلق کے بل چیخا تو اچانک خاموشی چھا گئی۔۔۔ باہر فائرنگ اب دم توڑتی محسوس ہو رہی تھی مگر کار کے اندر۔۔۔ اندر ماحول تَپ چکا تھا اور نظر آ رہا تھا کہ اب بہت کچھ تپنے والا ہے۔

ٹیکسی متوسط درجے کی کوٹھی کے سامنے رکی اور اس میں سے ایک سمارٹ اور پڑھاکو لڑکی بر آمد ہوئی جس کے گھنگھریالے بال ملک مسائل سے بھی الجھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اس کی ناک پہ نظر والی عینک یوں جمی ہوئی تھی جیسے غریب کی بیٹی پہ سایہ چپک جاتا ہے، ٹیکسی سے نکلتے ہی اس نے ناک پہ ہاتھ رکھ کر شوووں کی لمبی آواز نکال کر وزن کم کرنے کی خاطر ناک سے کچھ نکالنے کی کوشش کی مگر آجکل کی لڑکیاں۔۔۔ بمشکل ہی پھیپھڑوں سے کھانستی ہوئی ہوا ناک کے ذریعے نکلی اور وہ ڈرائیور کی طرف مڑی جو حیرت سے اس بے باک نمونے کو دیکھ رہا تھا۔

"کتنا بل ہے بھائی؟۔۔"

"دو سو روپے بی بی جی۔۔" اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ بی بی کے ساتھ جی وہ مروتاً ہی لگا رہا ہے۔

"یہ لو۔۔ لڑکی دیکھی نہیں اور رال ٹپکنا شروع۔۔" وہ اڑھائی سو ٹیکسی کی سیٹ پہ پھینک کر مڑی۔

"ہونہہ۔۔ لڑکی۔۔۔ نزلے کی خالی توپ۔۔" ڈرائیور اونچی آواز میں چلا کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

لڑکی کے ہونٹوں پہ شرارت بھری مسکراہٹ ابھری۔۔ اس نے بیگ میں سے چابیاں نکال کر کوٹھی کا چھوٹا گیٹ کھولا اور اندر داخل ہو کر دوبارہ لاک لگاتے ہوئے دوڑتی ہوئی عمارت کی طرف بڑھی، مگر عمارت میں گھسنے کی بجائے وہ ایک سائیڈ سے ہوتی ہوئی عقبی طرف پہنچی اور اس نے عقبی طرف والا چھوٹے دروازے کا لاک کھول کر گلی میں نظر دوڑائی۔ گلی خالی دیکھ کر وہ جلدی سے باہر نکلی اور چھوٹے دروازے کو لاک لگا کر گلی کی دوسری طرف ہو گئی۔۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ بغلی گلی میں مڑی اور پہلی ہی کوٹھی کے گیٹ پہ موجود نمبروں والے تالے پہ مخصوص نمبر لگانے کے بعد دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور اپنی پشت پہ دروازہ بند کرتی ہوئی اطمینان بھرا سانس لیتی ہوئی عمارت کی طرف بڑھ گئی۔

عمارت میں گھستے ہی وہ آخری کمرے کی طرف بڑھی اور دروازے پہ دستک دی۔

"آجاؤ۔۔۔"

یہ سن کر وہ اندر داخل ہوئی، سامنے صوفے پہ تنومند جسم کا مالک نوجوان بیٹھا تھا۔ نوجوان کے پاؤں پٹیوں میں گھرے ہوئے تھے اور چہرے پہ جاندار مسکراہٹ۔

"السلام علیکم۔۔۔" لڑکی نے مسکرا کر کہا۔

"وعلیکم السلام۔۔ کیا بات ہے؟۔۔ کالج داخلہ لے لیا ہے کیا؟۔۔" مسکراتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ابھی تک تو نہیں۔۔ ماسٹر زیرو صاحب کا حکم۔۔ کہ میک اپ کرو اور غائب ہو جاؤ۔۔" اس نے سر پہ موجود گھونسلہ اور آنکھوں پہ موجود چشمہ اتارتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ پھر تو ہو سکتا ہے جبران اور عباس بھی پہنچنے والے ہوں۔۔" کبیر ہاتھوں کے سہارے جسم کو اوپر کھینچتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"ہو سکتا ہے۔۔ ساحر جب یہ حکم دے رہا تھا تب جلدی میں لگ رہا تھا۔" لڑکی جو کہ ثانیہ تھی، نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو کچھ خطرناک ہونے والا ہے یا ہو چکا ہے۔۔"

کبیر نے اسے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ساحر کو کال کروں؟۔۔" ثانیہ نے چہرے سے پتلا سا ماسک اتارتے ہوئے پوچھا۔ اب وہ اصل شکل میں تھی۔

"ہاں۔۔۔"

کبیر نے مختصر جواب دیا تو ثانیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ریسیور اٹھا کر ساحر کا نمبر ملایا۔ کافی دیر کال کی کوشش کے باوجود جب دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ ہوئی تو دونوں کے چہروں پہ تشویش کی لہر دوڑ گئی۔

"لگتا ہے گڑبڑ ہو گئی۔۔ چیف کا نمبر ملاؤ۔۔ جلدی۔۔"

کبیر نے تیز مگر سنبھلے ہوئے انداز میں کہا تو ثانیہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے تیزی سے چیف کا نمبر ملایا اور لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔۔ لارڈ سپیکنگ۔۔۔"

چیف کی آواز سن کر یکدم جیسے ان پہ دباؤ کم ہوا اور چہرے پر سکون

ہوتے نظر آئے۔

"چیف۔۔ ساحر نے مجھے انڈر گراؤنڈ ہونے کا کہا تھا، میں کبیر والی کوٹھی پہ آگئی ہوں۔ اب ساحر سے رابطہ کیا ہے تو کوئی جواب ہی نہیں مل رہا۔۔"

ثانیہ نے کہا۔

"ساحر کی حاضر دماغی کام آگئی۔۔ ورنہ تمہارا حال بھی جبران جیسا ہوتا۔" دوسری طرف سے کہا گیا کہ دونوں چونک گئے جبکہ کبیر کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔

"جبران کو کیا ہوا چیف؟۔۔" اس نے وہیں سے آواز لگائی۔

"اس پہ وحشیانہ انداز میں تشدد کیا گیا ہے، ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور ٹانگوں پہ لگنے والی ضربوں سے ہڈی تو نہیں ٹوٹی مگر گوشت اس طرح پھٹ گیا ہے کہ ٹھیک ہونے میں بہت وقت لگے گا۔۔ ساحر کے پہنچنے سے پہلے یہ واردات ہو چکی تھی اور جب ساحر اسے لے کر ہسپتال جانے کے لئے اپنی گاڑی میں پہنچا تو اس پہ بھی فائرنگ شروع ہو گئی، اگر اس کے گارڈز نہ ہوتے وہاں تو ساحر کا بچنا مشکل ہو جاتا۔۔ اب جبران ایک خفیہ مقام پہ ہے اور تم لوگ بھی تا حکمِ ثانی یہاں سے تب تک نہیں نکلو گے جب تک کوئی ایمرجنسی

نہ ہو۔۔۔"

چیف جیسے جیسے تفصیل بتا رہا تھا، وہ مجسموں کی طرح جم سے گئے تھے، ایسا لگ رہا تھا جیسے ان میں جان باقی نہ رہی ہو۔

"اور ساحر؟۔۔۔" کبیر نے میکانکی انداز میں پوچھا۔

" وہ محفوظ ہے مگر تم لوگ اس سے کسی قسم کا رابطہ نہیں کرو گے۔۔۔ کیا تم سمجھ رہے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟۔۔" چیف نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"یں۔۔یس چیف۔۔۔ہم سمجھ گئے۔۔" ثانیہ جیسے نیند سے جاگی، کبیر کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔

"گڈ۔۔ پھر کہہ رہا ہوں کہ ساحر سے رابطہ کرنے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ جو نقصان ہو سکتا ہے تم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔۔۔ باقی میں دیکھ لوں گا۔۔۔ بائی۔۔"

ٹوں ٹوں کی آواز کے ساتھ جیسے کسی نے ان کا play کا بٹن دبایا ہو، وہ چونک گئے۔ وہ خالی خالی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"اس بات کا کیا مطلب ہوا کہ چھپے رہو اور ساحر سے بھی رابطہ مت

کرو۔ اگر کوئی کیس ہے تو ہمیں کام کرنا چاہئے۔۔" ثانیہ لاشعوری طور پہ بڑبڑائی۔

"کیس تو ضرور ہے کوئی۔۔ لیکن ایسا کیس ہے جسے لارڈ اور ساحر نپٹائیں گے یا صرف اور صرف ساحر کام کرے گا۔۔ اسی وجہ سے ہمیں روک دیا گیا ہے، بلکہ تمہیں روک دیا گیا ہے۔۔۔ میں ویسے ہی حرکت نہیں کر سکتا، جبران بیچارہ دوبارہ عتاب کا نشانہ بن گیا ہے اور عباس۔۔ اس کا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" کبیر نے سوچ میں ڈوبتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے ہمیں ساحر سے بات کرنے سے کیوں روکا گیا ہے؟۔۔ تم تو اس کے دوست بھی ہو۔" ثانیہ نے اس کے چہرے پہ نظریں گاڑتے ہوئے پوچھا۔

"دوست ضرور ہوں مگر ساحر ایسی کتاب ہے جسے ظاہری طور پہ مکمل پڑھ کر بھی سمجھ نہیں آتی۔۔ اسے صرف لارڈ ہی سمجھ سکتا ہے میرے خیال سے۔" کبیر نے کہا۔

"میں میک اپ میں بھی تو کام کر سکتی ہوں۔۔"

"اور تمہاری اس بات سے میرے ذہن میں خیال آرہا ہے کہ اس بار نشانہ ہم لوگ ہیں۔۔ جبران پہ کسی نے ہاتھ ڈال دیا، تمہیں چھپنے

کا کہا گیا اور میں پہلے ہی روپوش ہوں۔۔ چیف ہمیں چھپا کر رکھنا چاہتا ہے۔۔" کبیر نے جواب دیا۔

"اور ساحر۔۔ وہ ہم سب سے قیمتی ہے۔۔ اسے کیوں نہیں چھپایا جا رہا؟" ثانیہ نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے پوچھا تو کبیر مسکرایا۔

"وہ ہم سب سے خطرناک انسان ہے، جو اس کے اپنے ہیں وہ اس کے بارے میں الجھے ہوئے ہیں تو اگر کوئی دشمن اس سے ہی الجھ پڑا ۔۔۔ تو اس دشمن کے لئے سلجھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔۔"

" اعتماد ہونا اچھی بات ہے مگر اس طرح اکیلا چھوڑنا مناسب تو نہیں۔۔"

ثانیہ نے کہا۔

"لارڈ جانے اور ساحر۔۔۔ دماغ پہ بوجھ مت ڈالو۔۔"

کبیر مسکرایا اور ثانیہ حیرت سے اسے تکے جا رہی تھی، وہ اس کے حوصلے سے حیران تھی جس کا ایک دوست ہسپتال میں، ایک جیسے دوسرے سیارے کی مخلوق جو جب چاہے گم ہو جاتا تھا۔۔ عجیب تین دوست۔ ایک پاؤں چھدوا کر بیٹھا تھا، ایک ناک تڑوا کر ہسپتال میں پڑا تھا، تیسرا ویسے عجیب الخلقت انسان ثابت ہو رہا تھا

جو اس وقت ان کے رابطے سے باہر تھا۔۔ عجیب و غریب دوستوں سے اس کا زندگی میں پہلی بار پالا پڑا تھا شاید۔

دوسری طرف کبیر دل ہی دل میں بے چین ہو رہا تھا، اسے جبران کی فکر کے ساتھ ساتھ ساحر سے رابطہ کرنے کی بے چینی بھی لاحق تھی مگر ڈسپلن۔۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا، اس کا دماغ اجازت ہی نہیں دیتا تھا اور دل۔۔۔ اس نے چہرے پہ مسکراہٹ قائم رکھی۔

رات اور خاموشی سرگوشیوں میں مصروف تھیں اور اندھیرا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اپنی ہی وجہ سے ناکامی کا سامنا تھا، اس نے جھنجھلا کر خود کو اور گہرا کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ پاس موجود شے بھی نظر آنا بند ہو گئی۔

اس تاریکی کا فائدہ اٹھانے کی بجائے وہ منہ اٹھائے، بہترین سوٹ میں ملبوس اور پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ایک کوٹھی کے گیٹ پہ پہنچا۔

"میں تو کہتا ہوں کہ عقبی طرف سے دیوار پھلانگ لے۔" 1

"میں بندر تھوڑی ہوں۔۔"2

وہ اپنی پہلی بڑبڑاہٹ کے جواب میں غرایا۔

"شکل تو بندر جیسی ہی ہے تیری۔۔"1

"اور تیری اس بندر جیسی جو پیچھے بیٹھا جوئیں نکال نکال کر کھاتا ہے۔۔"2

"تیرے منہ لگنا ہے فضول ہے۔۔"1

"تو بکواس بند کر۔۔۔تجھے بلایا کس نے۔۔ٹر ٹر۔۔۔"2

"اب مجھ سے بکواس کی تو میں چیخ کر بتا دوں گا کہ تو یہاں کیوں آیا ہے۔۔"1

"تیرا گلہ نا دبا دوں گا میں۔۔ تھوتھنی بند کر۔۔"2

"لوگو۔۔۔سنو۔۔۔یہ الو کا پٹھا۔۔۔"1

وہ پوری قوت سے چیخنے لگا جیسے کسی دوسرے کے بارے میں بتانے لگا ہو۔

"شٹ اپ۔۔۔"2

جواباً غراہٹ ابھری تو خاموشی چھا گئی مگر ہانک لگانے کی وجہ سے

اسی کوٹھی کے گیٹ کے اوپر سے کوئی جھانکا۔

"کون ہو تم۔۔؟۔۔" اس نے باہر کھڑے مسٹر بی سے پوچھا۔

"یہ تیرا باپ ہے۔۔"1

طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولا۔

"کیا بکواس ہے۔۔۔"2

وہ خود پہ برس پڑا۔

"اے۔۔ کیا بک بک کر رہے ہو۔۔ اگر دوبارہ کچھ بکواس کی تو گولی مار دوں گا۔۔"

گیٹ سے انسانی منہ کے ساتھ بندوق نے بھی گردن بڑھائی۔

"لگتا ہے تو ہے ہی بے غیرت۔۔ کہہ تو رہا ہوں یہ تیرا باپ ہے۔۔"1

اس نے ہذیانی انداز میں قہقہہ لگایا اور "شٹ اپ سنتے ہی جیسے فوتگی ہو گئی ہو، وہ چپ کر گیا مگر گیٹ کی دوسری طرف موجود شخص کی وائرنگ میں مسئلہ بن چکا تھا، کھٹاک سے چھوٹی کھڑکی کھلی اور بندوق تھامے لمبا تڑنگا مُچھڑ باہر نکلا۔۔۔

"کیا تکلیف ہے تجھے پاگل کے بچے؟۔ تو جانتا نہیں میں کتنا خطرناک شخص ہوں۔۔۔" اس نے بندوق مسٹر بی پہ تانتے ہوئے کہا۔

"غلط۔۔۔ یہاں صرف ایک ہی خطرناک شخص ہے، اور وہ ہوں میں۔۔" اس نے ادب سے جھکتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کہ بندوق بردار کچھ کہتا یا کرتا۔۔۔ وہ تیزی سے سیدھا ہوا اور بندوق کی نالی کو ہاتھ مار کر ایک طرف کرتے ہوئے اس گارڈ کے چہرے کے بالکل سامنے جا کھڑا ہوا۔

"جیسا کہ میں نے کہا۔۔۔ خطرناک آدمی ہوں۔۔"

یہ کہتے ہی اس نے پوری قوت سے ٹکر گارڈ کی ناک پہ دے ماری اور گارڈ چیخ کر گیٹ سے ٹکرایا۔۔۔ اس کے اٹھنے یا سنبھلنے سے پہلے مسٹر بی اس کے سر پہ پہنچ گیا۔

"تیرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔۔" اس نے یہ کہتے ہوئے گارڈ کا سر پکڑ کر لوہے کے گیٹ سے دے مارا اور گارڈ چیخ کر جھول گیا۔

"کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔" اندر سے دوڑتے قدموں کی آواز سن کر مسٹر بی کھڑکی کی دائیں جانب اندھیرے کا حصہ ہو گیا۔۔۔ اندر سے دو گارڈ نکلے اور زمین پہ پڑے گارڈ کی طرف تیزی سے بڑھے۔

"کیا ہوا صابر۔۔۔ کس نے مارا تمہیں۔۔"

مسٹر بی انہیں دوسری طرف متوجہ پا کر چپکے سے اندر داخل ہو گیا۔ گیٹ سے عمارت تک ایک کھلا سڑک نما رستہ جا رہا تھا جس پہ جگہ جگہ بلب روشن تھے، وہ سڑک نما رستے سے اتر کر لان میں تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی طرف بڑھتا گیا اس طرح وہ رستے پہ لگے بلبوں کی روشنی سے بچ گیا تھا۔

اس کے تیز قدموں کے پیچھے کسی قسم کا خوف نہ تھا، وہ بس ہر ایک بندے کو مارنا نہیں چاہتا تھا جس وجہ سے چھپ کر۔۔۔ صرف اندھیرے میں چھپ کر ورنہ وہ سینہ تانے تیزی سے عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا اور جلد ہی اپنے پیچھے گارڈز کا پیدا شدہ شور نظر انداز کرتے ہوئے عمارت میں داخل ہو گیا۔

عمارت میں وہ یوں بے دھڑک چل رہا تھا جیسے باپ کا مال ہو اور سب اسی کا انتظار کر رہے ہوں۔۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ دوسرے فلور پہ پہنچا، جہاں اس کی معلومات کے مطابق بیڈرومز تھے۔ جلد ہی وہ تیسرے کمرے کے دروازے پہ تھا۔۔ اسے بے ہنگم انداز میں دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔۔

"کون ہے؟۔۔۔کیا قیامت آگئی۔۔"۔۔ اندر سے جھلائی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"صاحب۔۔ آپ کا باپ آیا ہے۔۔"1

مودبانہ انداز میں کرارا جواب اس کے منہ سے نکلا۔

"تو کتے کی دم ہے۔۔"2

"یا تو میں تیری دم ہوں۔۔ یا تو وہ ہے جس کی میں دم ہوں۔۔"1

"شٹ اپ۔۔۔"2

"میں نے پوچھا کون ہے؟۔۔"

"او دروازہ کھول فاروقیے۔۔۔" دو دھاڑا اور اگلے لمحے دروازہ کھلا جس میں سے فٹبال کے نام پہ دھبا نما شخص کولہوں پہ ہاتھ رکھے حیرت سے سوٹ بوٹ میں سامنے کھڑے انجان شخص کو گھور رہا تھا۔

"کون ہو تم؟۔۔"وہ شخص غرایا۔

"یہ تمہارا باپ ہے۔۔"1

اس نے خود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہے۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔" اس نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر بی سے کہا۔

"یہ تمہیں دفع ہونے کا کہہ رہا ہے۔۔ اس کا سر پھوڑ دے۔۔" 1

"یہ تجھے بھی دفع کر رہا۔۔ اپنا سر پھوڑ لے۔۔" 2

"اس طرح تیرے سر میں سے گوبر نکل کر فرش گندہ کرے گا۔۔" 1

"اچھا ہے۔۔ تو میرے سر میں سے نکل جائے گا۔۔" 2

"اور تو۔۔" 1

"شٹ اپ۔۔۔" 1

"تم ہو کیا چیز؟۔۔۔" وہ شخص گھبرا کر ایک قدم پیچھا ہٹا۔

وہ تھا بھی سچا۔۔ آدھی رات کو، گہری نیند سے کوئی بدتمیزی سے دروازہ بجا کر جگائے پھر باپ بن بیٹھے اور پھر اسے جواب دینے کی بجائے خود سے باتیں کرنے لگے تو اس کے دماغ نے تو دھواں مارنا ہی تھا، اسے یوں لگا جیسے کوئی خطرناک ذہنی مریض۔۔ یا کوئی جن اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"رُوپ سنگھ کہاں ہے؟۔۔" مسٹر بی یوں غرایا کہ وہ شخص پیچھے

ہٹتے ہوئے لڑکھڑا کر پشت کے بل فرش پہ گرتا چلا گیا۔۔

"رر۔۔ رر۔۔ رو۔۔ روپ سونگھ۔۔۔ "اس کی زبان بھی ساتھ چھوڑ گئی۔

"سونگھ مت۔۔۔ روپ سنگھ۔۔ کہاں ہے وہ۔۔ ؟۔۔ "وہ دھاڑا۔

"مم۔۔ مم۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔ تت۔۔ تم کس روپ کی بات کر رہے ہو؟۔۔ "وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔

"بھولنے کی بیماری۔۔۔ میرے پاس یاداشت والی پھکی بھی ہے۔۔"

اس نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو اچانک وہ شخص ہذیانی انداز میں چیخنے لگا۔ ساتھ وہ اپنے وجود کو پیچھے کو گھسیٹنے لگا تھا۔

"مم۔۔ مم۔۔۔ "وہ منمنانے لگا۔

"سنا ہے تجھے گرین سروس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے اور تو اس بات کی پبلسٹی کرتا پھر رہا ہے۔۔ "وہ غرایا۔

"گگ۔۔ گگ۔۔ گرین سروس۔۔ کک کونسی گرین سروس۔۔ "

"کیا تو نے روپ سنگھ کو بھی اس بارے میں بتایا ہے؟۔۔ "اس نے پوری قوت سے اس کے پیٹ میں لات مارتے ہوئے پوچھا۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ نہیں بتایا۔۔ کک۔۔ کسی کو بھی نہیں بتایا۔۔۔ قسم لے لو۔۔" وہ درد کے مارے اکٹھا ہو کر چیختے ہوئے بولا۔

"روپ سنگھ کہاں ہے؟۔۔" اس نے سوال دہرایا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں میں نہیں جانتا۔۔۔" اس نے بے بسی سے کہا۔

"دیکھ فاروقی۔۔۔ مجھے روپ سنگھ چاہیئے۔۔ تو زبان کھول ورنہ مر۔۔"

"زبان نہیں۔۔ گھامڑ کہیں کے منہ کھولتے ہیں۔۔"1

"تو منہ بند رکھ۔۔"2

"روپ سنگھ تو نہیں۔۔ اس کے جاننے والے کے بارے میں جانتا ہوں۔۔"

وہ اسے دوبارہ خود سے الجھتے دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"نام؟۔۔۔"

"اس کا نام دلنواز ہے۔۔۔لوہے کا تاجر ہے، شہر کے جنوبی علاقے میں اس کے لوہے کے گودام ہیں۔۔نواز لوہے والے کے نام سے مشہور ہے۔۔"

اس نے تیزی سے تفصیل بتانا شروع کی۔

"اب چونکہ تو گرین سروس کے بارے میں جانتا ہے اور سلطان نامی شخص کو یہ بات بتاتے بتاتے رکا تھا۔۔ کبھی بھی منہ کھول سکتا ہے اس لئے انہوں نے مجھ جیسے غنڈے کو تجھے مارنے کے لئے ہائر کیا ہے۔۔اوپر جانا مبارک۔۔"

ساری تفصل سننے کے بعد اس نے جیب سے پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

"لل۔۔ لیکن میں نے بتایا تو نہیں۔۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔یہ تو میں جانتا ہی نہیں۔۔"

اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ اس کی چیخ بلند ہوئی۔

وہ آرام دہ بستر میں دھنسا آنکھیں مل رہا تھا۔ جاگتے ہی اس کے ذہن میں گزشتہ دو تین کی کارکردگی گھوم گئی اور اس کی بھوری آنکھوں میں چمک ابھری۔ ساتھ ہی ساتھ آنکھیں سکڑنے لگیں جیسے وہ پوری توجہ سے کسی مسئلے پہ سوچنے لگ گیا ہو لیکن اسے فوراً سوچ کے سمندر سے نکلنا پڑا کیونکہ سائیڈ پہ موجود تپائی پہ رکھا فون بجنے لگ گیا تھا۔ اس نے سامنے دیوار پہ موجود کلاک کو دیکھا اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"یس۔۔" اس نے اکتاہٹ سے بھرپور لہجے میں کہا۔

آواز میں نیند کا اثر موجود تھا۔

"مسٹر بی حرکت میں آ گیا ہے۔۔۔"

دوسری طرف سے سخت آواز سن کر وہ اچھل کر بیٹھ گیا لیکن اس کے چہرے پہ کسی قسم کی پریشانی نہیں تھی۔

"کیسے معلوم ہوا؟۔۔" اس نے ماتھا کھجاتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے ایک مہرے تک وہ پہنچ گیا ہے وہ۔ فاروقی نام ہے اس کا۔ وزیرِ اطلاعات کے دفتر میں کام کرتا ہے اور بہت اہم منصب پہ ہے۔ اب تک ہمارے بہت کام آیا ہے۔"

"کیا وہ زندہ ہے؟۔۔" اس نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ اس کی ٹانگوں میں ایک ایک گولی داغی گئی ہے۔۔ ویسے زندہ ہے۔ اس سے معلومات مل سکتی ہیں کہ یہ سب کیسے ہوا۔ الجھن یہ ہے کہ مسٹر بی فاروقی تک کیسے پہنچا۔۔ نشتر کے خلاف مسٹر بی کام کر رہا تھا جبکہ سلطان کے خلاف کوئی حکومتی ادارہ۔۔۔ فاروقی کا تعلق بھی سلطان سے تھا، اگر وہ نشتر سے متعلق ہوتا تو سمجھ میں آ جاتا کہ سلطان سے فاروقی تک کا لنک مل گیا اسے، مگر سلطان حکومت کی تحویل میں ہے، اس سے فاروقی کا لنک حکومت کو ملنا چاہیئے نہ کہ ایک گینگسٹر کو۔۔۔" دوسری طرف

سے کہا گیا۔

"پہلی تو بات ہے کہ فاروقی کے آس پاس پھٹکنے کی بھی ضرورت نہیں۔۔ مسٹر

بی نامی گینگسٹر محض ایک غنڈہ نہیں۔۔۔ ہائی پروفائل مجرم ہے جو بہت ٹھنڈا دماغ رکھتا ہے اور اپنا جال یوں پھیلاتا ہے کہ شکار آسانی سے اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔۔۔ رہ گئی بات فاروقی تک پہنچنے کی۔۔۔ اس کی مجھے ضرورت نہیں۔۔ مجھے مسٹر بی چاہیے اور وہ جلد ہی میری قدموں میں ہو گا۔۔ میں نے اس کی دم کو آگ لگا تو دی ہے جس وجہ سے وہ بِل سے نکل آیا ہے۔۔ اب دیکھیں کب سامنا ہوتا ہے۔۔"

اس نے لاپرواہی اور سفاکی بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"پھر فاروقی کو ختم کروا دینا چاہیے۔۔۔ اس طرح یہ مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا۔۔۔ میں چاہتا تھا کہ یہ علم ہو جائے کہ مسٹر بی اس سے کیا معلوم کر کے گیا ہے تاکہ سدباب ہو سکے۔۔" دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

" فاروقی نے جو بھی بتایا ہو گا اس سے ہمارا کوئی نقصان نہیں۔۔ فاروقی کی ہمارے سسٹم میں ایک بال سے بھی کم اوقات

ہے۔۔ جو کہہ رہا ہوں اس پہ دھیان دو۔۔۔ فاروقی نام کا کوئی بندہ نہیں۔۔۔" اس کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تم مسٹر بی کو ہلکا کیوں لے رہے ہو؟۔۔ اس کی پروفائل ہم دونوں جانتے ہیں، پھر بھی۔۔۔" حیران آواز سن کر اس کے چہرے پہ زہریلی مسکراہٹ ابھری۔

" آج تک اس کا واسطہ بچوں سے پڑا ہے اس وجہ سے اسے خطرناک کہا جاتا ہے، روپ سنگھ کو وہ نہیں جانتا۔۔۔ میں اس کے کلب میں گھس کر اس کی اسسٹنٹ کو مات دے کر نکلا ہوں۔۔ وہ پاگل کتے کی طرح مجھے سونگھ رہا ہو گا اب۔۔۔ اور کبھی نہ کبھی غلطی کرے گا، مجھے اسی کا انتظار ہے۔۔۔"

"میرا مشورہ ہے کہ تم اس کو اتنا آسان شکار مت سمجھو۔۔"

"یہی فرق ہے ہم میں۔۔ میں صرف دفتر میں بیٹھ کر احکامات نہیں دیتا، میدان عمل میں موجود رہتا ہوں۔۔ پریشان مت ہو تم۔۔ میں اسے آسان شکار ہر گز نہیں سمجھتا مگر خود کو اس کا آسان شکار بھی نہیں بننے دوں گا۔" وہ مسکرایا۔

"اور جس نوجوان پہ تم فلیٹ میں تشدد کر کے آئے تھے۔۔۔ اس بارے میں کیا رپورٹ ہے؟۔۔۔"

"وہاں سے جلدی نکلنا پڑا کیونکہ کوئی آدھمکا تھا، اس پہ میرے لوگوں نے فائرنگ کر دی تاکہ قصہ ہی تمام ہو جائے لیکن عین وقت پہ نجانے کہاں سے کچھ لوگ سامنے آگئے اور دو طرفہ فائرنگ کے بعد میرے آدمیوں کو نکلنا پڑا۔۔ مسٹر بی کو اس طرح دو جھٹکے دے چکا ہوں، ایک اس کی اسسٹنٹ رضی اور ایک یہ نوجوان۔۔ پھر ایک حکومتی ادارہ ہے جس کی ایک ایجنٹ سوہنی بن کر چارہ ڈالنے میں مصروف رہی۔ اس نوجوان کے بعد میں نے سوہنی کی تلاش شروع کی مگر وہ نہیں ملی۔۔ وہ شاید وقت سے پہلے ہی خطرہ بھانپ گئی۔۔۔ لیکن اس سوہنی کو تو میں نہیں چھوڑوں گا۔۔ چاہے مجھے پاتال میں گھس کر اسے نکالنا پڑے۔۔"

اس کے لہجے میں نفرت ٹھاٹیں مارتی محسوس ہوئی۔

"ایک آخری بات۔۔۔ مسٹر بی اگر فاروقی تک پہنچ گیا ہے اور بظاہر اس میں کوئی ربط نظر نہیں آرہا کہ کیسے۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ سلطان، نشتر اور جازی سے جڑے تمام لوگ خطرے میں ہیں، وہ کہیں بھی حملہ آور ہو سکتا ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔۔ تمہاری بات درست ہے، اور اس سے ایک فائدہ ہم اٹھا سکتے ہیں۔ جتنے لوگوں کو ہم جانتے ہیں ان پہ نگرانی بٹھا دیتے ہیں،

اور جس طرح مسٹر بی نے فاروقی کو چھوڑ کر ہمارے لئے جال بچھایا ہے اسی طرح ہم اس کے لئے جال بچھا کر انتظار کرتے ہیں۔ اچھا ہے کہ وہ خود ہی سامنے آجائے ورنہ اس بار میں کلب المغرب کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔۔تب تک میں اصل مشن پہ کام کروں گا۔۔۔"

اس نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا۔۔۔ گڈ بائی۔۔"

اور دوسری طرف سے کال بند ہوگئی۔

"مسٹر بی۔۔۔ کہاں ہو تم۔۔ ایک بار سامنے آجاؤ۔۔ تم جو انڈرورلڈ کے لئے ہَوا بنے بیٹھے ہو اس کو غلط ثابت کرنا ہے، اور پھر تمہارے ملک کے محافظوں کی باری۔۔۔ تم لوگوں نے ہمارے ساتھ ٹکر لے کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی اور آخری بھول کر دی۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے بستر سے اترنے لگا۔

ایک سیاہ کار، جسکے پیچھے سیاہ رنگ کی لینڈ کروزر تھی، دارالحکومت کی سڑک پہ آگے بڑھتی جارہی تھی۔ جیب میں سولجر اور ہاشم موجود تھے، اسٹیرنگ سولجر کے ہاتھوں میں تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پہ رضی موجود تھی جبکہ عقبی سیٹ پہ ایک طرف مسٹر بی، ٹائی سوٹ میں بنا سنورنا باہر دیکھنے میں مصروف تھا۔ دونوں گاڑیوں میں، اور تمام افراد کے پاس اسلحہ کی وافر مقدار موجود تھی کیونکہ مسٹر بی کی طرف سے ایسا ہی حکم ملا تھا۔ رضی کے قدموں میں بھی مشین گن موجود تھی اور مسٹر بی کے بھی، اسی طرح پچھلی گاڑی میں بھی۔

"باس۔۔"رضی سرد آواز میں بولی۔

"یس۔۔۔"مسٹر بی نے باہر دیکھتے ہوئے ہی جواب دیا۔

"جب شکار ہاتھ لگے گا تو میں اس کا سامنا کرنا چاہتی ہوں۔۔"

"سامنا تو کر چکی ہو تم۔۔اب میک اپ کرنا شروع کر دو تمہیں یاد تو رہے کہ تم لڑکی ہو۔۔۔"

وہ غرایا تو رضی کے جسم میں سرد لہر دوڑتی چلی گئی، وہ اسے جان بوجھ کر اکسا رہا تھا۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ اچانک وہ ایسی حرکت کر سکتا ہے۔۔"

اس نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"جہاں ہم جا رہے ہیں، انہیں تو ہم نے پہلے کارڈ بھیجا تھا کہ فلاں تاریخ کو ہم حملہ کرنے آئیں گے۔۔"اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیوں بچی کا خون جلا رہا ہے۔۔"1

"تجھے بچی کی بڑی فکر ہے۔۔دادی ہے تو اس کی۔۔"2

"نہیں۔۔۔وہ تو تُو ہی ہے۔۔میں تو دادا ہوں۔۔"1

"بکواس بند کر اپنی، ہر بات میں چونچ پھنسا لیتا ہے۔۔۔"2

"شکر ہے چونچ ہی پھنسائی۔۔ تمہاری طرح دم تو نہیں پھنساتا پھرتا۔۔"1

"شٹ اپ۔۔۔"2

اور ذاتی گفتگو بند ہو گئی۔ رضی اس دوران بالکل خاموش ہو گئی تھی، وہ شاید جانتی تھی کہ اس مکالمے کے دوران دُم۔۔۔ چونچ نہیں اڑانی۔

"حد سے زیادہ اعتماد کو بے وقوفی کہتے ہیں، اعتماد سے بھی تھوڑا سا پیچھے رہو، ہمیشہ بہتری کی گنجائش نکل آئے گی۔۔"

اس بار اس نے نرم لہجے میں کہا تو رضی زیرِ لب مسکرائی۔ اس کی نظر میں مسئلہ حل ہو گیا تھا۔

"تھینک یو باس۔۔۔"

کار میں خاموشی چھا گئی۔

اُدھر پچھلی جیپ میں بھی موضوعِ بحث مسٹر بی ہی تھا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ سفاک قسم کا انسان ہے باس۔۔ مگر پچھلی ملاقاتوں میں ایسا کچھ بھی سامنے نہیں آیا۔۔۔ جب دانش عرف ماضو نے بد تمیزی کی تھی تو میرا خیال تھا کہ باس ٹوٹ پڑے

گا۔۔ مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔۔" سولجر نے منہ بناتے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔۔ چند ایک بار میں تو اس کی سفاکی دیکھ چکا ہوں، پچھلی بار واقعی باس بدلا بدلا سا لگ رہا تھا لیکن شکر کرو کہ تم نے اس کی سفاکی دیکھی نہیں۔۔" ساتھ بیٹھے ہاشم نے کہا۔

"اور ایسا ہی بدلا رہا تو میں یہ کام چھوڑ دوں گا، مجھے جاندار باس چاہیئے۔۔" سولجر نے منہ بنایا تو ہاشم مسکرا دیا۔

ہاشم اور سولجر ایک ہی گاؤں کے تھے جو گاؤں کی روایتی زندگی سے اکتا کر شہر دوڑ آئے اور کافی عرصہ وہ درخت تلاش کرتے رہے جس سے پیسے اتار کر شہری اپنے گاؤں میں بھیجتے تھے لیکن اس درخت کا سایہ تک نصیب نہ ہوا تو انہوں نے جرم کا پودا لگایا۔۔ ہاشم قدرے سمجھدار اور پیچھا کرنے، نگرانی کرنے میں ماہر بندہ تھا، سولجر ہاتھا پائی، مار دھاڑ اور قتل وغارت کے وقت ایمرجنسی لوڈ کی طرح کام آتا تھا جسے واپس کرتے وقت معاوضہ بھی ادا کرنا پڑتا تھا، اور وہ قیمت ہوتی تھی پولیس یا دشمن کی طرف سے قید اور پیسے دے کر جان خلاصی۔۔ ایک بار انہیں مسٹر بی کی نگرانی کا کام ملا جس کے نتیجے میں وہ کلب المغرب کے تہ خانوں میں

ان کی آنکھ کھلی اور مسٹر بی نے کچھ ہی دیر بعد انہیں اپنے ساتھ شامل ہونے کا دعوت نامہ دیا جسے ہاشم نے خوشی سے قبول کر لیا، تب سے وہ لوگ مسٹر بی کے ساتھ ہی تھے، مسٹر بی ان پہ اندھا اعتماد کرتا تھا اور جس طرح مسٹر بی نے ان کی جان بخش کر انہیں اپنے

ساتھ خطیر معاوضے پہ ملایا تھا، ہاشم بھی دل و جان سے اس کے ساتھ ہو گیا اور ہاشم کی وجہ سے سولجر بھی۔۔۔ پہلے پہل احسان مندی اور پھر مسٹر بی کی سفاکی۔۔۔ اگر اس کے ذہن کے کسی گوشے میں مسٹر بی کے خلاف کچھ تھا بھی تو صاف ہوتا چلا گیا۔

گاڑیاں ایک بڑی عمارت کے گیٹ پہ رکیں اور گیٹ کھلتے ہی اندر داخل ہو گئیں۔ یہ ایک وسیع عمارت تھی جس کی پارکنگ میں رنگا رنگ گاڑیاں موجود تھیں اور عمارت کے ماتھے پہ seven club کے الفاظ جل بجھ رہے تھے۔ پارکنگ میں گاڑیاں رکیں تو پچھلی گاڑی سے ہاشم نکلا اور تیزی سے مسٹر بی والی سائیڈ پہ آ کر کار کا دروازہ کھولا۔ مسٹر بی باہر نکلا تب تک رضی اور سولجر بھی گاڑیاں لاک کر کے مسٹر بی کے عقب میں پہنچ چکے تھے۔ جدید انداز میں سلے سمارٹ سے لانگ کوٹ سب نے پہن رکھے تھے جن کے اندر اسلحہ خراٹے لے رہا تھا۔

"محتاط رہنا۔۔" مسٹر بی نے کہا اور تینوں نے سر ہلایا۔۔

سولجر سب سے آگے اور ہاشم پیچھے، جبکہ مسٹر بی اور رضی درمیان میں چلتے ہوئے کلب کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمارت کے دروازے پہ موجود دربانوں نے سلام کرتے ہوئے دروازہ کھولا تو وہ چاروں اندر داخل ہوئے۔

مسٹر بی استقبالیہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا جبکہ باقی تینوں نے فوری ایسے مقامات پہ پہنچے جہاں سے سیکیورٹی کو نشانہ بنایا جا سکے۔

"دفع ہو جاؤ سب کے سب باہر۔۔۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔۔" استقبالیہ کے پاس پہنچتے ہی رخ بدل کر وہ دھاڑا تو ہال میں سکوت چھا گیا۔ لوگ سر اٹھا اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگے۔

"تم دفع ہو جاؤ۔۔۔" ایک بھیانک شکل والا غنڈہ کرخت آواز میں چیخا۔

تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ بریک ڈانس کرتا زمین بوس ہوتا چلا گیا۔ یہ فائرنگ رضی کی طرف سے ہوئی تھی اور سیکیورٹی نے اسی وقت مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"میں نے کہا دفع ہو جاؤ سب یہاں سے۔۔۔"

"اے۔۔۔کون ہو تم؟۔۔"ایک گارڈ نے پوچھا۔

"یہ۔۔یہ۔۔ مسٹر بی ہے۔۔"میزوں پہ بیٹھے لوگوں میں سے خوفزدہ آوازیں ابھرنا شروع ہوئیں۔

"تمہارا باپ۔ مسٹر بی۔۔ نکلو یہاں سے اب۔۔"

وہ دھاڑا تو لوگ بوکھلا گئے، پھر جس کو جہاں سے رستہ ملا منہ زور گھوڑے کی

طرح دروازہ کی طرف دوڑا۔۔وہ لوگ جو مسٹر بی کو پہچان گئے تھے اور سہمی بیٹھے تھے اور وہ بھی جنہوں نے پہلی بار مسٹر بی کو دیکھا تھا ۔۔۔اور وہ لوگ جنہیں مسٹر بی سے پہلے تعارف کا شرف بخشا گیا تھا، بلا تفریق دھکم پیل کا حصہ بنے باہر نکلتے گئے اور پانچ منٹ میں ہال خالی ہو چکا تھا۔

ہال خالی ہوتے ہی کلب کی سکیورٹی، جو تعداد میں مسٹر بی کے گروپ سے تین گنا تھے، گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ مسٹر بی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور ایک بڑا سا، بھاری کپڑا نکال کر اس نے استقبالیہ پہ رکھتے ہوئے اس پہ ہاتھ رکھا جیسے کوئی بٹن دبا رہا ہو۔

"یہ وائرلیس بم ہے۔۔ادھر تمہاری انگلی حرکت میں آئے گی،

ادھر میری۔۔ اس کا ڈی چارجر میری جیب میں ہے، وہ اس طرح سے جیب میں ہے کہ میرے گرنے سے بھی بٹن دب سکتا ہے۔۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں بکواس کر رہا ہے۔۔ یہ بم ہے یا روٹیاں لپیٹنے والا کپڑا۔۔" 1

"تو بکواس بند کر۔۔۔ ورنہ میں ویسے ہی بٹن دبا دوں گا۔۔" 2

"تجھ سے ٹی وی کے ریموٹ کا بٹن تو دبتا نہیں۔۔ بٹن کا بٹن لگتا نہیں۔۔۔ ہونہہ۔۔" 1

"تو چیک کرا دوں دبا کر؟۔۔" 2

اس کی اِس بکواس سے پہلے تو سب کے چہروں پہ مسکراہٹ ابھری اور پھر ماحول سنجیدہ ہو گیا۔۔ خود کلامی کی وجہ سے سامنے والوں کے ذہن میں شک میں پڑ گئے۔۔۔ اور یقین سے برا سچ۔۔۔ کبھی سوچتے کہ بم نہیں ہے کیونکہ وہ خود کہہ رہا ہے۔۔۔ اور کبھی سوچتے کہ بم ہے۔۔ کیونکہ وہ خود کہہ رہا ہے۔۔۔

"دبا دے۔۔۔ مجھے کیا فرق پڑے گا۔۔۔" 1

"تو پھر منہ بند رکھ جب فرق نہیں پڑتا۔۔۔" 2

"مجھ سے بدتمیزی مت کر گھامڑ کہیں گے۔۔" 1

"شٹ اپ۔۔۔ 2"

اور خاموشی۔۔۔ لیکن اس بحث سے سب کی گنیں نیچے ضرور ہوتی چلی گئیں۔

"کیا چاہتے ہو تم؟۔۔" سکیورٹی انچارج نے پوچھا۔

"فہدی کو بلاؤ۔۔ جلدی۔۔۔" وہ غرایا۔

"باس تمہارا نوکر نہیں۔۔۔" اس نے منہ بنا کر کہا ہی تھا کہ تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی اس کی دلخراش چیخ بلند ہوئی اور وہ گھوم کر زمین پہ جا گرا، اسی وقت مسٹر بی نے جیب سے ریموٹ نکال کر بلند کیا کیونکہ سکیورٹی کی بہادری انگڑائی لیتی نظر آ رہی تھی۔

"فہدی۔۔۔ جلدی۔۔" ریموٹ لہرا کر وہ غرایا، اسی وقت لفٹ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا شخص باہر نکلا۔۔۔ وہ سنجیدہ چہرے اور اچھے صحت کا مالک تھا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟۔۔" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں چیخا۔

"بتاؤ اسے۔۔۔"

مسٹر بی نے رضی کی طرف دیکھا اور اسی وقت ہال تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔۔۔ لگاتار دو منٹ فائرنگ ہوتی رہی اور

جب فائرنگ رکی تو صرف چار لوگ اپنے قدموں پہ کھڑے تھے یا دھواں تیرتا نظر آرہا تھا۔

"چلو۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا تو سب نے سر ہلایا۔

سولجر۔۔۔ وہ اپنے قدموں پہ جم گیا تھا، اس کے سامنے پہلی بار مسٹر بی نے یوں قتل عام کیا تھا۔۔۔ صرف بدتمیزی کرنے پہ اس نے پہلے دو لوگ۔۔۔ اور اب بارہ لوگ مار ڈالے تھے اور اس کے چہرے پہ کسی قسم کی پریشانی نظر نہ آرہی تھی، وہ جھرجھری لے کر آگے بڑھا۔

ابھی وہ لوگ ہال کے دروازے کے قریب ہی پہنچے تھے کہ اچانک ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی وہ جھک گئے، ان تینوں نے تیزی سے مسٹر بی کے سامنے کھڑے ہو کر اس محفوظ کر لیا تھا۔۔۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ ایک چیخ بلند ہوئی اور ان پہ فائر کرنے والا شخص کھلے سر کے ساتھ ایک میز پہ الٹ گیا۔ غنیمت تھی کہ جو گولی اس نے چلائی وہ ان میں سے کسی کو نہ لگی تھی۔

"کلب کو آگ لگا دو۔۔" مسٹر بی غرایا۔

"آ۔۔ آگ۔۔۔" سولجر ہکلایا تو ہاشم نے آنکھیں نکال کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"جلدی۔۔ میں پارکنگ میں ہوں۔۔"

کہتے ہوئے وہ باہر نکل گیا۔

وہ دیوار کے ساتھ جھک کر چلتا جا رہا تھا، کچھ دیر چلنے کے بعد وہ ایک جگہ رکا۔ دیوار کی اونچائی کافی تھی جس پہ جمپ لے کر چڑھنا ممکن نہ تھا اور وہ تھا بھی اکیلا، ورنہ کسی کی مدد سے آسانی سے یہ کام ہو سکتا تھا۔ اس نے پشت پہ پہنے بیگ کو اتار کر ہاتھوں میں پکڑا۔۔۔ اور بیگ کی زپ کھول کر اس میں ہاتھ ڈالا، تھوڑی دیر بعد ٹٹولتے ہوئے اس نے ایک باریک مگر مضبوط رسی نکالی گولے کی شکل میں لپیٹی گئی تھی۔

اس نے بیگ میں دوبارہ ہاتھ ڈالا کر ایک وزنی آنکڑہ نکالا اور زپ بند کرتے ہوئے بیگ کو دوبارہ پشت پہ لٹکا لیا۔ آنکڑہ رسی کے ایک

سرے پہ باندھ کر وہ جھکتے ہوئے دیوار سے ہٹ کر گلی میں آیا اور اگلے لمحے اس نے آنکڑہ دیوار کے اس پار انجانے ٹارگٹ پہ پھینکا۔۔ کٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور رسی کھینچنے پہ بغیر کسی چیز سے اٹکے واپس آگئی۔۔ اس نے دوبارہ کوشش کی اور پھر وہی نتیجہ۔۔۔ وہ جتنی احتیاط سے وہاں پہنچا تھا، آنکڑے کی آواز وہ محنت ضائع کرتی نظر آرہی تھی۔

وہ خطرہ مول لینے کو تیار نظر آرہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بار بار کوشش کر رہا تھا کہ آنکڑہ کہیں اٹک جائے اور چھٹی کوشش میں اس نے طویل سانس لیا کیونکہ آنکڑہ دوسری طرف کہیں پھنس گیا تھا۔۔ اس نے پوری قوت سے کھینچ کر دیکھا اور جب مطمن ہوا تو تیزی سے دیوار کی طرف بڑھا اور رسی کی مدد کے سہارے قدرے عمودی زاویے پہ پاؤں دیوار پہ رکھتے ہوئے دیوار پہ چڑھنے لگا۔۔۔ جلد ہی وہ دیوار پہ موجود تھا۔

اس نے جو آنکڑہ پھینکا تھا وہ دیوار کی دوسری جانب موجود چھوٹے سے درخت میں کہیں پھنسا ہوا تھا، وہ ایک بڑی عمارت تھی جو لان کی دوسری جانب بنی ہوئی تھی۔۔ لان تو تاریکی سے نہایا ہوا تھا لیکن عمارت کے برآمدے میں ہلکی روشنی موجود تھی۔ عمارت خالی خالی محسوس ہو رہی تھی مگر روشنی کا مطلب تھا کہ کوئی نہ کوئی تو موجود

ہے۔۔ اس نے عمارت کا جائزہ لینے کے بعد دیوار سے چھلانگ لگا دی، اگرچہ اس نے ایسے جوتے پہن رکھے تھے جن سے قدموں کی آواز نہ پیدا ہو مگر ہلکا دھماکہ پھر بھی ہوا۔۔ اور وہ وہیں دبک رہا۔۔۔ مگر عمارت کے سر میں جوں تک نہ رینگی تو اٹھ کر عمارت کی طرف بڑھا۔۔ انداز احتیاط سے بھرا پڑ تھا۔

عمارت کے برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ ایک ستون کے پیچھے ہو لیا اور کچھ دیر سن گن لینے کی کوشش کی پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ عمارت گونگی بہری ہی ہے تو برآمدے کی روشنی میں پہنچا۔۔ وہ درمیانے قد اور صحت مند جسم کا مالک ایک سیاہ پوش تھا۔ اس کی چمکدار آنکھیں سرچ لائٹوں کی طرح اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔۔ وہ نپے تلے قدموں سے ایک کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور جب اس کمرے کے پاس پہنچا تو جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مڑی ہوئی تار نکالی۔۔ پہلے چیک کیا کہ کمرہ لاک ہے یا نہیں اور اس کی امید کے مطابق کمرہ لاک کیا ہوا تھا۔ اس نے تار کی مدد سے جلد ہی تالا کھولا اور کمرے میں گھس کر اندر سے لاک لگا دیا۔

اس کمرے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں یوں چمک ابھری جیسے کمرے سے اچھی سلام دعا رہی ہو۔۔۔ وہ تیزی سے ایک دیوار میں

بنے دوسرے دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔ اندر تاریکی کا راج تھا، اس نے جیب سے موبائل نکال کر روشنی کی اور پھر سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ کَٹِک کی آواز کے ساتھ کمرہ روشنی میں نہا گیا۔۔ وہ

بلب جلا کر واپس مڑا۔

سامنے قطار اندر قطار الماریاں موجود تھیں جن میں سوٹ، اسلحہ، سائنسی آلات کی بھرمار تھی۔۔ وہ الماریاں دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔۔ بالکل آخری کونے میں پہنچ کر وہ رک گیا۔۔ اور الماریاں میں فائلیں دیکھ کر رک گیا۔۔۔ اس نے جیب سے دوبارہ تار نکالی اور تالا کھولنے لگا۔

ایک گھنٹے کی محنت کے بعد جب وہ پانچویں الماری چیک کر رہا تھا تو اس کے چہرے پہ چمک ابھری۔۔ اس نے ایک فائل الماری سے کھینچ کر نکالی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔۔۔ اس کے انداز میں بے تابی تھی جیسے محبوبہ کا خط بہت عرصے بعد ملا ہوا۔۔۔ تھوڑی سی فائل پڑھنے کے بعد وہ تیزی سے فائلیں پلٹانے لگا اور ساتھ ہی فرش پہ فائلوں کی تعداد بڑھنے لگی۔۔ مکمل الماری کی تلاشی تک فرش پہ دس فائلیں ہو گئی تھیں۔۔ اس کے بعد چھٹی الماری پھر

ساتویں مگر فائلیں دس سے گیارہ نہ ہوئیں۔۔۔ تو وہ جیسے بوکھلا گیا۔۔ الماریاں ختم ہوگئی تھیں مگر شاید فائلیں کم تھیں۔۔۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر فائلیں اٹھا کر بیگ میں ٹھونسنے لگا۔۔۔

دس منٹ بعد وہ دوبارہ، دیوار کے ساتھ چھوٹے سے درخت سے اپنی رسی اور آنکڑہ نکال رہا تھا اور اس کے بعد جس خاموشی سے وہ عمارت میں گھسا تھا، اسی خاموشی سے نکلتا بنا۔

گلی میں آکر وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مسٹر بی۔۔ یہ تمہارا ٹھکانہ ہو یا جس کا بھی۔۔ تم بھی یاد کرو گے کہ سنگھ آیا تھا۔۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا اور ایک نکڑ پہ موجود کار کے پاس پہنچ جیب سے ریموٹ نکال کر بٹن دبایا اور گاڑی کی لائٹیں بغیر کسی آواز کے چمکیں، اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کی، ساتھ پشت سے بیگ اتار کر پچھلی سیٹ پہ پھینکا اور گاڑی آگے بڑھا دی، مرکزی سڑک پہ پہنچ کر اس نے نقاب اتار کر سائیڈ سیٹ پہ پھینک دیا۔

"باقی تین فائلیں کہاں گئیں۔۔۔ اب اس مردود بطوط خان کو بھی ڈھونڈنا پڑے گا۔۔۔" وہ بڑبڑایا۔

اسی وقت وہ چونک گیا، اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا تو وہ وائبریٹ کر رہا تھا۔۔۔

"یس۔۔۔"

"کیا تمہیں خبر ملی؟۔۔" دوسری طرف سے پریشان سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا؟۔۔"

"مسٹر بی نے seven club تباہ کر دیا۔۔۔"

دوسری طرف سے یہ بات سنتے ہی اس کی گاڑی ڈول گئی لیکن وہ فوری سنبھل گیا۔

"صرف کلب ہی یا؟۔۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"وہ فہدی اور سکیورٹی کا خاتمہ کر کے نکلنے ہی والا تھا کہ فہدی کے بیوقوف اسسٹنٹ نے پیچھے سے فائر کر دیا۔۔ گولی بھی ضائع گئی اور کلب بھی اڑا دیا گیا۔۔"

"اوہ۔۔۔اس کا مطلب ہے کہ ہماری فائلیں مسٹر بی کے ہتھے چڑھی ہیں۔"

اس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تم سے الگ ہے۔۔ مسٹر بی، جازی کے خلاف کام کر رہا تھا اور جازی غائب ہے۔۔ ہم سب یہ مان کر بیٹھے ہیں کہ وہ حکومت کے کسی ادارے کی تحویل میں ہے۔۔ اگر وہ مسٹر بی کے پاس ہی ہے تو۔۔۔ مجھے ایسا ہی لگتا ہے۔۔"

"ہو سکتا ہے۔۔ لیکن میں مسٹر بی کو لے کر الجھ گیا ہوں۔۔ یہ رنگ برنگا شخص ہے۔۔ نجانے کیا شخصیت ہے۔۔۔" وہ میکانکی انداز میں بولا۔

"اب وہ کسی اور جگہ حملہ کرے گا۔۔۔"

"پہلے اپنے زخم چاٹے گا۔۔ اگر اس نے ہمارا اڈہ تباہ کر دیا ہے تو میں بھی ایک چیز چرا لایا ہوں جس کے بعد وہ اپاہج ہو جائے گا۔۔۔" وہ مسکرایا۔

"کیا اٹھا لائے ہو؟۔۔۔ اور کہاں سے؟۔۔"

"بتاتا ہوں۔۔۔"

اس نے کہا اور گاڑی کی رفتار بڑھانے کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی چلنے لگی۔

وہ اچانک گھبرا گیا، اس نے لاشعوری طور پہ اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکتا۔۔۔ اسے پکڑنے والوں نے بہت مضبوطی سے جکڑ رکھا تھا۔ وہ چار تھے جنہوں نے ہاتھ پاؤں سے اٹھا کر اسے معلق کر رکھا تھا، اور پھر وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھے۔۔ باہر گھپ اندھیرا تھا، کچھ دیر تو وہ اپنے آپ کو چھڑانے کی تگ و دو میں لگا رہا، تب تک وہ اسے لے کر دوسری کمرے میں پہنچے جہاں ہلکی سی روشنی بھی تھی۔

"کون ہو تم؟۔۔۔" اس پہ بوکھلاہٹ طاری تھی۔

"اسے چھوڑ دو۔۔۔" ایک پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی اور اسے چھوڑ دیا گیا، وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور یہ دیکھ کر ٹھٹک گیا کہ وہ اپنے ہی گھر کے اس کمرے میں موجود تھا جس میں اس کا والد اور بہن سوتے تھے۔ وہ دونوں نہ صرف جاگ رہے تھے بلکہ خوف سے کانپ بھی رہے تھے۔ دو لمبے تڑنگے سیاہ پوش ان پہ مشین گنیں تانے کھڑے تھے۔

"کک۔۔ کون ہو تم لوگ؟۔۔" اس نے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر روک دیا گیا۔

"تم سے کچھ معلومات چاہیئے ہمیں۔۔" دیوار کے ساتھ کھڑا نقاب پوش بولا۔

وہی باقیوں کو ہدایات دینے والا تھا جس سے ظاہر تھا کہ وہ باس ہے۔

"کیسی معلومات؟۔۔۔" اس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم جازی کے لئے کام کرتے تھے؟۔۔" نقاب پوش نے پوچھا تو نوجوان اچھل پڑا۔

"تت۔۔ تم کون ہو؟۔۔" اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔

"اب اگر تم نے الٹی بات کی تو ان دونوں میں سے ایک جان سے جائے گا۔۔۔ صرف جواب۔۔ کوئی سوال یا ڈرامے بازی نہیں۔۔" نقاب پوش اس کے والد اور بہن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دھاڑا تو وہ تینوں سہم گئے۔

"جج۔۔جی۔۔۔"

"کتنا عرصہ ہو گیا اس کے لئے کام کرتے؟۔۔"

"تقریباََدو سال۔۔"

"پچھلے دنوں تم گھر سے اچانک غائب ہو گئے تھے، کہاں لے جائے گئے تھے؟۔۔"

"لے جائے گئے۔۔ نہیں تو۔ میں خود اپنے کام سے گیا تھا۔۔" وہ بوکھلا گیا۔۔

"مجھ سے مت اڑو ماضو۔۔۔ سیدھی طرح جواب دو۔۔"

اس کے چیخنے کے ساتھ ہی ایک سیاہ پوش نے نال اس کی بہن کی کنپٹی پہ رکھی۔ ماضو۔۔۔ جس کا اصل نام دانش تھا۔۔۔ خشک گلے کے ساتھ بے بسی سے سب کی طرف دیکھنے لگا کیونکہ اسے امید تھی کہ اصل بات بتانے کے بعد بھی وہ جان سے جائے گا۔۔۔

"مم۔۔ مجھے مسٹر بی نے اغوا کر لیا تھا۔۔"

"اوہ۔۔ مسٹر بی۔۔۔" نقاب پوش چونک کر سیدھا ہوا۔۔۔

"کہاں لے گئے تھے؟۔۔۔" اس نے پوچھا۔

اس کی آواز میں انجانی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

"کلب المغرب۔۔ اس نے جازی کے متعلق مجھ سے معلومات نکلوا کر مجھے چھوڑ دیا تھا۔" ماضو نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ۔۔۔" نقاب پوش نے پوچھا تو ماضو نے پوری تفصیل بتا دی۔

"مسٹر بی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟۔۔"

"اتنا ہی کہ وہ اکھڑ مزاج، سخت طبیعت والا انسان ہے۔۔ کبھی کبھی خود سے باتیں کرنے لگتا ہے اور سرد مہر اتنا ہے کہ جب جی چاہے جسے چاہے جان سے مار دیتا ہے۔ بہت چالاک انسان ہے، اپنی مرضی کی بات یوں نکلوا لیتا کہ بندے کو سمجھ ہی نہیں آتی۔۔ مگر مجھے لگتا ہے کہ دل کا اچھا آدمی ہے۔۔"

"اور ایسا کیوں لگتا ہے تمہیں؟۔۔"

"اس نے تمہاری طرح میرے گھر والوں پہ گن نہیں تانی، انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا۔۔۔ اور مجھے اپنے ہاں کام کرنے کی دعوت بھی دی۔۔"

"واہ۔۔ یہ بتائی تم نے کام کی بات۔۔" نقاب پوش نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔۔۔" ماضو الجھ گیا۔

"میں سمجھاتا ہوں۔۔ ہم مسٹر بی کا شکار کھیلنا چاہتے ہیں۔۔۔ تم ہمارا یہ کام کرو گے۔۔" اس نے کہا۔

"بھول جاؤ۔۔ اس سے دشمنی کے میں قابل نہیں۔۔ اور اس نے جو سلوک مجھ سے کیا اس کے بعد تو میں ویسے بھی اس کے خلاف نہیں جاؤں گا۔۔" ماضو نے دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سلوک؟۔۔۔ اس نے تمہیں اپنی غلامی کی پیشکش کی جاہل انسان۔۔"

نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اس نے جب مجھے واپس میرے گھر چھوڑا۔۔ میرے ساتھ رقم کا

بھرا ہوا بیگ بھی چھوڑا۔۔ میں کوئی کام نا بھی کروں تو ایک سال عیاشی اور گھر والوں کا سارا خرچہ، علاج سمیت ادا کر سکتا ہوں۔۔ یہ اس نے بغیر کسی لالچ کے مجھے دیا۔۔۔"

ماضو کی آواز میں احسانمندی کا کیڑا رینگتا محسوس ہو رہا تھا۔

"پھر تو خوش ہو جاؤ۔۔ وہ خرچ دو سال چلے گا۔۔۔ تمہاری بہن اور والد تو آج ہی مر جائیں گے۔۔ کفن دفن کے علاوہ ان کا حصہ بچ جائے گا، اس کے باوجود تمہیں میرا کام کرنا پڑے گا۔۔۔۔" نقاب پوش نے کہا تو ماضو بے چینی سے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ نقاب پوش کے اشارے پہ پیچھے کھڑے سیاہ پوش اس پہ ٹوٹ پڑے اور کمرہ پورے خاندان کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

دن ڈھلتے ہی کلبوں کی رونق لگنا شروع ہو جاتی تھی، اس وقت پہ کلب المغرب کے مرکزی دروازے پہ ایک اچھی شکل وصورت کا مالک نوجوان کھڑا تھا، وہ کسی کشمکش میں مبتلا تھا جیسے انسان کوئی چیز خرید کر سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ۔۔۔ کہیں دکاندار نے لوٹ تو نہیں لیا۔۔۔ بڑی جلدی کم دام پہ مان گیا۔۔۔ ایسی ہی کسی الجھن کا شکار، کلب کی پرسکون رونق دیکھتے، وہ دھیرے دھیرے استقبالیہ کاؤنٹر پہ پہنچا۔

"یس سر؟۔۔" مکمل لباس میں ملبوس ویٹرس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر بی سے ملنا ہے۔" اس نے گلا صاف کرتے ہوئے کہا تو لڑکی مسکرا دی۔

"سوری۔۔۔ باس سے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہو تب بھی وہ مرضی سے ملتے ہیں اور شاید آپ سے تو ویسے بھی نہ ملیں۔۔"

اس نے نوجوان کا سراپا دیکھتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے خود ہی بلایا ہے مجھے۔۔" اس نے کہا۔

"کیا نام ہے آپ کا؟۔۔" لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"دانش۔۔۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"میں میڈم سے پوچھتی ہوں۔۔" لڑکی نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"شکریہ۔۔۔" نوجوان، جس نے اپنا نام دانش بتایا تھا، پہلی بار مسکرایا۔

"ہیلو۔۔ میڈم۔۔۔ ایک صاحب آئے ہیں، اپنا نام دانش بتایا ہے کہتے ہیں باس نے انہیں بلایا ہے۔۔" لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بات کراؤ میری اس سے۔۔" دوسری طرف سے رضی کی

چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میڈم سے بات کریں۔۔۔" لڑکی نے اس کی طرف ریسیور بڑھایا۔

"اوکے۔۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ریسیور تھاما۔

"یس میڈم۔۔۔" اس نے بھی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کام ہے باس سے؟۔۔" سخت آواز میں پوچھا گیا۔

"آپ کو شاید یاد ہو گا کہ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میرے ساتھ کام کرنا ہو تو کلب آ کر استقبالیہ پہ نام بتانا اپنا۔۔۔" دانش نے کہا۔

"اوکے۔۔۔ تم وہیں رکو۔۔ میں باس سے پوچھتی ہوں، باس یہیں ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور کال بند ہو گئی۔

"میڈم نے انتظار کرنے کو کہا ہے۔۔۔" اس نے ریسیور واپس لڑکی کو پکڑاتے ہوئے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ریسیور واپس رکھا۔

"کچھ پئیں گے آپ؟۔۔" لڑکی نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ شکریہ۔۔" دانش نے ہال میں نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

ابھی دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی اور لڑکی نے کال اٹنڈ کی۔

"یس میڈم۔۔۔" وہ فون شاید رضی کے لئے مختص تھا۔

"اوکے میڈم۔۔۔" کہتے ہوئے اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"رنگو۔۔۔" اس نے استقبالیہ کے قریب کھڑے ہٹے کٹے گارڈ کو بلایا۔

"یس مس۔۔۔" اس نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر کہا۔

"انہیں باس کے کمرے میں چھوڑ آؤ۔۔۔" لڑکی نے کہا۔

"اوکے مس۔۔۔ چلیں سر۔۔۔" اس نے پہلے لڑکی اور پھر دانش سے کہا۔

دانش سر ہلاتے ہوئے اس کے اشارے پہ لفٹ کی طرف بڑھا، لفٹ میں سوار ہو کر تیسرے فلور کا بٹن پریس کر کے رنگو سینے پہ ہاتھ باندھے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"باس سے ملنے سے پہلے تلاشی نہیں لی جاتی؟۔۔" دانش شاید کب سے یہ سوال پوچھنا چاہ رہا تھا، اس کا سوال سن کر رنگو مسکرایا۔

"باس جنہیں ملنے کی اجازت دے دیتا ہے وہ ہمارے لئے محترم

ہیں، ان کی تلاشی نہیں لی جاسکتی۔۔" رنگو نے احترام سے کہا۔

"پھر بھی۔۔اگر کوئی نقلی آدمی ہی نکل آئے تو۔۔" دانش نے پوچھا۔

"باس تر نوالہ نہیں۔۔۔جو غلط حرکت کرے گا، ٹانگیں چروا کر جائے گا۔۔" رنگو نے پر اعتماد لہجے میں کہا تو دانش نے اثبات میں سر ہلایا۔

مسٹر بی کے لوگ کچھ زیادہ ہی اس پہ اعتماد کرتے ہیں جس سے نقصان بھی ہ سکتا ہے۔۔۔اس نے سوچا مگر پھر بے پرواہی سے کندھے اچکائے۔

لفٹ رکی تو رنگو نے اسے اشارہ کیا اور وہ لوگ راہداری میں نکلے۔۔دوسرے

کمرے کے سامنے رک کر رنگو نے ایک طرف موجود بٹن دبایا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔

"جائیں۔۔۔" رنگو نے اسے اندر کی طرف اشارہ کیا اور دانش نے دروازہ دھکیلا۔۔۔کمرے میں دبیز قالین بچھے تھے، وہ شاہانہ انداز میں سجے کمرے میں آگے بڑھتا گیا۔۔۔کمرہ آفس کی بجائے ڈرائنگ روم کی طرز پہ سجایا گیا تھا، آرام دہ صوفے لگے تھے جن

میں سے ایک پہ مسٹر بی، ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا دانش کو دیکھ رہا تھا۔

"آؤ دانش بیٹھو۔۔۔یا ماضو۔۔کس نام سے بلایا جانا پسند کرو گے؟۔۔" اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جس نام سے آپ بلانا پسند کریں۔۔" وہ احترام سے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

صوفوں کے درمیان شیشے کی بڑی میز تھی جس پہ بہت خوبصورت گلدستے پڑے تھے۔

"دانش۔۔کیا چاہتے ہو؟۔۔"

اس نے ایک جملے میں دو باتیں کر دیں۔۔

"آپ کی پیشکش مجھے منظور ہے۔۔" دانش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے ٹھیک طرح سوچ لیا ہے؟۔۔۔یہاں صرف ایک چیز قبول نہیں کی جاتی، وہ ہے غداری۔۔ایسا ہوا تو میں بھول جاؤں گا کہ تم اپنے خاندان کا واحد سہارا ہو۔۔" وہ بھیڑیئے کی طرح بے رحمی سے غرایا۔

"مجھ سے آپ کو کوئی شکایت نہ ہو گی۔۔" دانش نے کہا۔

"دانش کہاں ہے؟۔۔۔" مسٹر بی غرایا اور دانش چونک گیا۔

"کیا مطلب آپ کا باس۔؟۔۔" میں ہی دانش ہوں۔۔" دانش نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تیرا دماغ خراب ہے۔۔یہی دانش ہے۔۔"1

"تو چونچ بند رکھ۔۔۔یہ دانش نہیں ہے۔۔"2

"لگالے شرط۔۔یہی دانش ہے۔۔"1

"دماغ مت چاٹ۔۔۔"2

"دماغ ہے ہی کہاں تیرے پاس۔۔نمک ہی بھرا ہے سر میں بھی۔میں کیوں چاٹوں گا۔۔"1

"شٹ اپ۔۔۔"2

اور خاموشی۔۔۔ادھر دانش حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا کہ یہ چل کیا رہا ہے۔۔۔

"اور تم۔۔۔کون ہو تم؟۔۔" وہ ابھی تک ٹانگ پہ ٹانگ رکھے ہی بیٹھا تھا جیسے سب نارمل ہو۔

"تم اگر مجھے نہ پہچانتے تو تمہارے بارے میں سنی سب باتیں جھوٹی ہی محسوس ہوتیں۔۔۔مان گیا۔۔تم واقعی اونچی چیز ہے۔۔" دانش نے بدلی ہوئی آواز میں کہا اور اس سے پہلے کہ مسٹر بی کچھ کہتا ، دانش نے تیزی سے پسٹل نکالا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ چیخ کی آواز بھی بلند ہوئی۔

ٹیکسی رکتے ہی وہ دونوں اترے اور ہاشم نے کرایہ ادا کیا۔ ٹیکسی آگے بڑھتے ہی وہ لوگ بھی ایک پلازہ کی طرف پیدل چلنا شروع ہوئے۔

"تمہیں آجکل چپ لگی ہے۔۔۔" ہاشم مسکرایا۔

"یار۔۔میری زبان ہی منحوس ہے۔۔کالی شاہ زبان ہے۔۔" سولجر نے پنجابی کی پان چڑھاتے ہوئے اردو میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا؟۔۔" ہاشم نے حیرت سے پوچھا۔

"اچھا بھلا باس پر سکون تھا۔۔میں نے ویسے ہی سفاکی کی کمی کی بات کر

دی۔۔اور نتیجہ۔۔اس نے سفاکی کی انتہا کر دی۔۔اتنے لوگ مارنے کے بعد کلب کو بھی آگ لگوادی، صرف اس وجہ سے کہ اس کی پشت پہ کسی بیوقوف نے گولی چلادی تھی۔۔"

"رہنے دو۔۔ہمارے لئے اچھا ہے۔۔یہی اچھا۔۔بلکہ بہت اچھا ہے۔۔بس۔۔کافی ہے۔۔" ہاشم ہنسا۔

"اب تو میں سوچتا ہوں کہ سفاکی کی تربیت کے لئے باس کی شاگردی کرلوں۔" سولجر زیادہ ہی متاثر لگ رہا تھا۔

"باس بہت بڑی شخصیت ہے۔۔اتنا ہی کافی ہے کہ ہمیں بھاؤ دیتا ہے۔۔" ہاشم نے کہا۔

"میں باس سے شاگردی کے لئے کہوں گا۔۔" سولجر نے پھر کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔ٹھیک ہے۔۔باس کے سامنے ہونے پہ اگر تمہاری زبان نے ساتھ دیا اور دماغ ٹھکانے رہا تو ضرور کہہ لینا۔۔" ہاشم نے جان چھڑائی۔

"تم مجھے بچہ سمجھتے ہو؟۔۔" سولجر نے منہ بنایا۔

"اتنا بڑا بچہ دیکھا ہے کبھی؟۔۔" ہاشم ہنسا تو سولجر کا ہاتھ گھوم گیا، ہاشم کی قسمت اچھی تھی کہ بروقت اس نے یہ حرکت دیکھ لی یا شاید اسے اسی حرکت

کی امید تھی جس وجہ سے وہ جھک گیا۔

"تم تو بڑے ہو۔۔ یہ مکا کھا کر ساری بڑائی ناک کے رستے باہر آجاتی۔۔" سولجر پھٹی ہوئی آواز میں زور سے ہنسا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"ابھی تم چاہتے ہو کہ تمہیں بچہ نہ کہوں۔۔ دیکھو ذرا۔۔ کتنے لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے ہیں؟۔۔" ہاشم نے ناگواری سے کہا۔

"لوگ۔۔۔ اوہ۔۔۔ ان کو کوئی اور کام نہیں کیا۔۔ اے کام کرو اپنا۔۔" سولجر نے زور سے ہانک لگائی۔

عجیب ذہن کا مالک تھا، جس طرف ذہنی رو بہک رہی تھی بہتا چلا جا رہا تھا مگر اس کی حرکتیں ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ عقل سے سلام دعا نہیں رکھتا۔

وہ پلازہ میں داخل ہو چکے تھے اور سیدھے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔

"کیا سیاپا ہے۔۔ دن بھر ویسے دوڑتے رہو اور شام کو آ کے یہ منحوس سیڑھیاں۔۔ ہونہہ۔۔ بکواس زندگی۔۔" وہ بڑبڑایا۔۔۔ لیکن ہاشم چپ ہی رہا وہ شاید اسے چھیڑنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

وہ چوتھے فلور تک بڑبڑاتا ہی رہا اور سیڑھیوں کو کوستا رہا۔۔۔ ہاشم چپ کر کے سنتا رہا۔۔۔ اپنے فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اس کی زبان کو بریک لگی۔

"جلدی کرو۔۔۔ لاک کھولو۔۔ پیاس لگی ہے۔۔" سولجر نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ ہی تھا۔۔" ہاشم جھلا کر بولا۔

ساتھ ہی اس نے جیب سے چابی نکال کر فلیٹ کا تالا کھولا، اور دونوں اندر داخل ہوئے۔۔ اندر گھپ اندھیرا تھا، ہاشم نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگائی اور سولجر نے ہاتھ بڑھا کر بٹن دبا کر بلب جلایا۔

"فریج کدھر ہے؟۔۔۔" سولجر نے حیرت سے ہال میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کل ہی تو تم نے اپنے کمرے میں رکھی تھی، وہ ہی تو تمہارے کام ہے۔۔ فریج کا معائنہ اور واش روم کے وزٹ۔۔۔" ہاشم نے منہ

بنایا۔

"آؤ تو سہی۔۔ جلو مت۔۔۔" سولجر اسے کھینچتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور پاؤں سے ٹھوکر مار کر دروازہ کھولا۔۔

سولجر نے ہاتھ بڑھا کر کمرے کی لائٹ آن کی۔

"ویلکم۔۔۔ معزز مہمانوں کو خوش آمدید۔۔"

طنزیہ آواز سن کر وہ چونک گئے۔۔

"کون ہو تم؟۔۔" سولجر نے بیڈ پہ لیٹے نقاب پوش سے ڈانٹتے ہوئے پوچھا۔

"سارا ٹولہ ہی مرچیں کھاتا ہے۔۔" نقاب پوش نے اٹھتے ہوئے کہا تو سولجر آگے بڑھا۔۔۔

"بچے۔۔ کیوں بھرکس بنوانا ہے اپنا۔۔" نقاب پوش نے اسے پچکارا تو سولجر جیسے پاگل ہو گیا۔۔۔

تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اس نے کرسی کو لات ماری تو کرسی اڑتی ہوئی نقاب پوش کی طرف بڑھی، نقاب پوش تیزی سے جھکا اور کرسی سے تو بچ گیا، مگر سولجر سے بچتے بچتے بھی مکہ اس کے منہ پہ پڑا اور وہ اوغ کی آواز کے ساتھ اچھل کر واپس بیڈ پہ

جا گرا۔۔ مگر اچانک یوں اچھل کر سولجر کے سینے سے ٹکرایا جیسے بیڈ پہ گرنا اسے پسند نہ آیا ہو۔۔۔ سولجر چیخ کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا۔۔۔ اُدھر ہاشم۔۔ لڑائی بھڑائی والا شخص تھا تو نہیں پھر بھی وہ آگے بڑھنے ہی لگ تھا کہ اس کی کنپٹی پہ ٹھنڈی نال لگی۔۔

"کوئی حرکت نہیں۔۔"

ہاشم کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اس کے کمرے میں بھی کوئی میزبان موجود تھا جو اب شور سن کر نکل آیا تھا۔

"بچہ دودھ کے لئے رو رہا ہے؟۔۔" نقاب پوش شاید سولجر کو دیکھتے ہی اس کی ذہنی استعداد بھانپ گیا تھا جس وجہ سے وہ مسلسل اسے تنگ

کرنے پہ تلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

سولجر اچھی بھلی گالی دیتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ رکا۔

"خبردار۔۔ اس کی کھوپڑی میں چھید ہو جائے گا۔۔" اس نے ہاشم کی طرف اشارہ کیا، ادھر دوسرا شخص تیزی سے آگے بڑھا اور جیب سے پسٹل نکالتے ہوئے پہلے سولجر کی کنپٹی پہ

رکھا اور ساتھ گھما کر اس کی کنپٹی پہ دستہ دے مارا اور پھر دوسرا۔۔۔ تیسرا۔۔ چوتھا۔۔۔

سولجر لہرا کر گرتا چلا گیا اور ہاشم بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگا اور ساتھ ہی ہاشم کے سر پہ جیسے ہتھوڑا برسا۔۔ وہ چیخ کر لہرایا اور زمین بوس ہوتا چلا گیا۔

"یہ تو کسی کام کے نہیں۔۔ ان کا باس بھی ایسا ہی ہو گا۔۔" عقبی طرف کھڑا نقاب پوش بولا۔

"ان کا باس بھی ایسا ہی ہوتا تو وہاں ہمارا باس خود نہ جاتا۔۔" پہلے نقاب پوش نے کہا تو دوسرے نے اثبات میں سر ہلایا۔

گولی چلنے سے پہلی جتنی تیزی نقلی دانش نے دکھائی تھی، اس سے زیادہ تیزی مسٹر بی نے دکھائی اور دانش کے پسٹل نکالنے تک درمیانی میز پہ موجود گلدستے اڑتا ہوا اس کے پسٹل والے ہاتھ پہ لگا، پسٹل کا رخ بدلا اور ساتھ ہی گولی چلی۔ ادھر گلدستہ دانش کے منہ پہ لگا اور بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکلی۔

اسی وقت مسٹر بھی کی ٹانگ حرکت میں آئی اور دانش کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر دور جا گرا۔ دانش اچھل کر کھڑا ہوا

جبکہ مسٹر بی ابھی تک صوفے پہ جما بیٹھا تھا جیسے گوند لگا کر بیٹھا ہوا ہو۔

"تمہاری ذہانت اور رفتار۔۔جو اب تک سامنے آئی ، اس کو دیکھتے ہوئے مجھے تم سے اس طرح حملہ کرنے کی امید نہیں تھی۔۔مسٹر بی نے سرد لہجے میں کہا۔

"شان سے حملہ۔۔ خوداری۔۔وقار۔۔۔اصول ۔۔۔میرے مشن کے سامنے ان کی کوئی اوقات نہیں۔۔"دانش غرایا۔

مسٹر بی کا ہاتھ سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھا۔

"اب تم خود پسٹل نکال کر رعب ڈالنے لگے ہو؟۔۔" دانش نے پرسکون مگر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بالکل بھی نہیں۔۔سگریٹ کی طلب ہو رہی ہے۔۔"

"آخری سگریٹ۔۔۔"

"دانش کہاں ہے؟۔۔"

مسٹر بی نے واقعی دراز سے سگریٹ کیس نکالا تھا اور ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبا کر لائٹر سے جلانے لگا۔

"دانش اپنی خاندان سمیت ابھی تک تو محفوظ ہے سنگھ کے

پاس۔۔" اس نے فخر سے کہا۔

"تم نے مجھے چھیڑ کر بہت بڑی بھول کر دی۔۔" مسٹر بی غرایا۔

"اور میں اس بھول کو دفنا کر جاؤں گا۔۔"

وہ غرایا اور اس کی لات گھومی، میز پہ موجود دوسرا گلدستہ اڑتا ہوا مسٹر بی کے چہرے کی طرف آیا اور وہ تیزی سے جھک گیا، جھکتے ہی وہ آگے بڑھا اور میز کو پکڑ کر دانش کی طرف اچھال دیا، وہ جمپ لے کر صوفے کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور میز صوفے پہ جا گری۔

مسٹر بی صوفوں کے درمیان سے نکل کر کھلی جگہ پہنچ کر رکا۔ دونوں

کی نظریں ایک لمحے کے لئے ایک دوسری پہ جم گئیں اور پھر دانش نے پہل کی۔۔ وہ تیزی سے مسٹر بی کی طرف بڑھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اچانک اچھلا، مسٹر بی ایک قدم پیچھے ہٹا کہ دانش فلائنگ کک مارنے والا ہے مگر دانش۔۔۔ اس کا جسم قلابازی کھا کر ہاتھوں کے بل اچھلا اور دور ہٹتے مسٹر بی کے پیٹ میں دونوں پاؤں پوری قوت سے پڑے اور مسٹر بی

"اوہ۔۔۔" کی آواز کے ساتھ زمین سے چند فٹ بلند ہوتے ہوئے پیچھے کو گرا اور فوری جمپ مار کر اٹھا۔

"تو حد سے زیادہ پر اعتماد ہے۔۔ بھگت اب۔۔"1

"شٹ اپ۔۔۔۔"2

"اچھا لڑتے ہو۔۔۔۔" اس نے جیسے لٹھ مارتے ہوئے تعریف کی۔

"اور تم۔۔ کسی کام کے نہیں۔۔" وہ غرایا۔

"یہ تمہاری بے عزتی ہے کر رہا ہے۔۔"1

"نہیں۔۔ یہ ہماری بے عزتی ہے۔۔"2

"اوہ۔۔۔ یعنی اجتماعی انسلٹ۔۔"1

"شٹ اپ۔۔۔"

دانش اس کی بک بک سے اکتا گیا، وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس کی دائیں لات دائروی شکل میں گھومتی ہوئی مسٹر بی کے پہلو کی طرف بڑھی اور مسٹر بی مخالف سمت میں ہو کر بچنے ہی لگا تھا کہ دانش کی لات اچانک یوں زمین پہ گری جیسے اچانک کٹا ہوا درخت

گرتا ہے، اور اسی لات پہ گھوم کر بائیں جانب سے دوسری لات مسٹر بی کے پہلو پہ پڑی اور اس کی منہ سے سسکاری نکلی۔

اس بار دانش اسے موقع ہی نہ دینا چاہتا تھا، مسٹر بی جو پہلو میں ضرب لگنے کی وجہ سے قدرے جھکا گیا تھا، دانش ایک قدم آگے رکھ کر جھکا اور اس کا مکہ تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتا مسٹر بی کی کنپٹی طرف بڑھا مگر اچانک ہی اس کے قدم اکھڑے اور ہوا میں اڑتا ہوا مسٹر بی کے عقب میں دھڑام سے گرا۔۔۔ مسٹر بی نے جھکے جھکے ہی اس کا بازو پکڑ کر اسے کمر پہ لادتے ہوئے عقب میں پھینک دیا تھا۔۔

"بہت ہو گیا۔۔۔" مسٹر بی کی پھنکارتی آواز سنائی دی۔

دانش وہیں سے الٹی قلابازی مارتے ہوئے مسٹر بی پہ آگرا، وہ اتنی تیزی سے اس پہ آگرا تھا کہ مسٹر بی کو ہٹنے کا موقع ہی نہ ملا۔۔ اب مسٹر بی نیچے اور دانش اس کے سینے پہ تھا۔۔ دانش کا مکہ ہوا میں بلند ہوا اور پوری قوت سے مسٹر بی کے جبڑے کی طرف بڑھا، اچانک دانش نے چیخ کر دوسرے ہاتھ سے مکہ پکڑا تو اس کے منہ پہ "جیسے کو تیسے۔۔" والا مکہ پڑا اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پہ آگرا۔۔۔ جب اس نے مکہ مارا تھا تو مسٹر بی تیزی سے چہرے

دوسری طرف لے گیا۔۔ نتیجتاً دانش کا مکہ فرش پہ۔۔۔ فرش پہ کارپٹ ہونے کے باوجود اس کا ہاتھ ایک بار سُن ہوتا ہوا محسوس ہوا اور اس نے ہاتھ جھٹکا تھا۔

مسٹر بی تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور دانش کی لات بھی اسی تیزی سے بلند ہوئی مگر مسٹر بی اس بار بازی لے گیا، اس نے دانش کی ٹانگ پکڑی اور پوری قوت سے کھینچ کر یوں گھمایا جیسے کھلاڑی دور گولہ پھینکنے کی پریکٹس کر رہا ہو، دانش اڑتا ہوا دوبارہ صوفوں کے عقب میں گرا۔۔۔ اور گرتے ہی وہ کھڑا ہوا۔۔۔

"اوہ۔۔۔" مسٹر بی کے منہ سے نکلا اور وہ فوری زمین پہ گر گیا۔۔۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی اس کے سر کے پاس سے گزرتی پچھلی دیوار سے بغلگیر ہوئی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ دوسری طرف کے صوفے کی اوٹ میں گرا تھا ورنہ دوسری گولی اس کے جسم کو چوم رہی ہوتی۔

"تیری موت میرے ہی ہاتھوں ہیں۔۔ تو سنگھ کے ہاتھوں ہی مرے گا۔۔" دانش غرایا اور ایک اور فائر ہوا۔

"تیری موت اسی کے ہاتھوں لکھی ہے۔۔"1

"صرف میری نہیں۔۔ تیری بھی۔۔۔"2

"اوہ۔۔یعنی اجتماعی ڈیتھ۔۔" 1

"شٹ اپ۔۔۔" 2

"تیرے جیسا ذہنی مریض اتنا بڑا غنڈہ کیسے بن گیا؟۔۔" سنگھ نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

"ایسے۔۔۔" اور صوفہ اڑتا ہوا دانش کے اوپر آیا۔۔۔وہ صوفے سمیت اچھل کر دور جا گرا۔

"بیٹا۔۔۔لڑائی کے دوران پیار محبت نہیں بانٹتے۔۔کام کرتے ہیں۔۔"

پسٹل، دانش سے دور دیکھ کر مسٹر بی نے اطمینان سے سینے پہ بازو باندھتے ہوئے کہا۔۔۔ سنگھ کی ڈائیلاگ بازی کے دوران وہ کرالنگ کرتا ہوا صوفے کے بالکل پاس پہنچا اور صوفہ اٹھا کر دے مارا۔۔

لیکن اس کا اطمینان یوں ہوا ہُوا کہ وہی صوفہ اڑتا ہے اس کی طرف بڑھا اور مسٹر بی کو پھر ایک بار زمین چاٹنی پڑی۔۔۔ساتھ ہی وہ کروٹ بدل کر اٹھا۔۔

"میں تنگ آگیا ہوں تمہاری۔۔" کہتے کہتے وہ رک گیا۔۔

خالی کمرہ اس کا منہ چڑا رہا تھا، اس پہ صوفہ پھینکتے ہی سنگھ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ مسٹر بی نے سر کے پچھلے حصے پہ تھپڑ رسید کیا۔

"سیر پہ سوا سیر۔۔۔۔ نہیں ہو سکتا۔۔"

پہلی بار کوئی مسٹر بی کی گرفت سے نکل گیا تھا، اور ایسا نکلا تھا کہ مسٹر بی بھی اسے یاد رکھتا۔۔۔ سنگھ نے اس سے جم کر مقابلہ کیا تھا اور جس رفتار سے اس نے حملے کیئے تھے، مسٹر بی کو حملہ کرنے کا موقع ہی کم ملا، مسٹر بی پہلے تو فون کی طرف بڑھا اور پھر خود ہی پیچھے ہٹ گیا، شاید وہ اسے ڈھیل دینا چاہ رہا تھا جو خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔۔ مگر مسٹر بی۔۔ اسے کون سمجھا سکتا تھا۔

"ہیلو۔۔۔پارٹی کا انتظام کر کے میرے فلیٹ پہ پہنچو۔۔۔میں کام نپٹا آیا ہوں۔۔" اس نے کہا اور کال بند کر دی۔

اس نے سارے رستے بہت خیال رکھا کہ کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا مگر یہ دیکھ کر اسے بہت حیرت ہوئی کہ اس کا پیچھا بالکل بھی نہیں کیا جا رہا تھا۔ اس کو مسٹر بی کی سمجھ بالکل نہیں آ رہی تھی کہ جب سنگھ وہاں سے بھاگ نکلا تو مسٹر بی نے اس کا پیچھا کیوں نہیں کیا یا کم از کم اس کے پیچھے کسی کو بھیج ہی دیتا۔۔۔اس طرح تو بندہ اچھا نہیں لگتا۔۔۔ سنگھ کو اپنی قدو قیمت مشکوک محسوس ہونے لگی مگر اس نے ذہن سے یہ خیال جھٹک دیا۔

مسٹر بی سے ہونے والی لڑائی کا سوچ کر اس کے ہونٹ مسکرانے کے لئے پھیل گئے، اگرچہ اس نے لگاتار مسٹر بی پہ حملے کیئے تھے جو اس کی دانست میں مسٹر بی پہ نفسیاتی ضرب لگانے کے لئے کافی تھا مگر مسٹر بی بھی اس کی ٹکر کا نکلا اور سنگھ کو بھی آنتوں پسینہ آ گیا تھا۔ مسٹر بی چھلاوہ تھا، اور سنگھ کو اس بات پہ بھی حیرت تھی کہ وہ کس طرح اتنا بڑا اور خطرناک گینگسٹر بن گیا ہے جب کہ وہ نارمل انسان بالکل بھی محسوس نہ ہوا تھا، اس سے پہلے اس نے مسٹر بی کے بارے میں سب سنا، پڑھا تھا مگر آج، عملی طور پہ سب دیکھ لیا۔

انہی خیالات میں گم ٹیکسیاں بدلتا، تعاقب چیک کرتا رہا اور تقریباً دو گھنٹے بعد ایک پلازہ کے سامنے اس نے ٹیکسی رکوائی، کرایہ ادا کر کے پلازہ میں گھس گیا۔ وہ دوسرے فلور کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا اور دوسرے فلور پہ پہنچ کر سیدھا واش رومز کی جانب بڑھا۔ پبلک ٹوائلٹس میں گھس کر وہ آخری ٹوائلٹ کے پاس رکا، اس پہ "خراب" کا نوٹس لگا ہوا تھا۔ جیب سے چابی نکال کر ایک چھوٹے سوراخ میں دی، جو بظاہر تالے کا سوراخ بالکل بھی نہیں لگتا تھا اور دروازہ کھول کر اندر گھسا۔ دروازہ بند کر کے اس نے اس چھوٹے سے مستطیلی کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک دیوار کے ساتھ تین چار سوٹ پیکنگ میں لپٹے ٹنگے تھے، ان کے نیچے اسی طرح جوتے اور

ایک چمڑے کا بیگ پڑا تھا۔ دوسری دیوار پہ لمبا سا آئینہ فکس کیا گیا تھا، اور ایک کونے میں لمبائی کے رخ فٹ بائی فٹ کا خانہ بنا ہوا تھا، جس پہ تالا لگا تھا۔

اس نے جلدی جلدی کپڑے اور جوتے تبدیل کیے۔۔ بیگ کھول کر نیچے ہی بیٹھ رہا اور آئینہ میں دیکھ کر میک اپ کرنے لگا۔۔ جلدی ہی وہ اپنی شکل بند چکا تھا۔ اس بار جو اس نے روپ بدلا تھا، اسے دیکھ کر اس کی آنکھیں بھی مسکرا دیں۔ اس نے اپنا تفصیلی جائزہ لیا اور سب چیزیں ترتیب سے واپس رکھتے ہوئے لباس کے اوپر اوور کوٹ پہنا۔ پھر کونے میں بنے خانے کے تالے کو چابی سے کھولا اور مختلف سائز کے بنے خانوں میں سے پارٹس نکالنے کے بعد اسے لاک کر دیا، دوبارہ زمین پہ بیٹھ کر اس نے تیزی سے پارٹس جوڑنے شروع کئے اور جلد ہی اس کے سامنے ایک جدید، چھوٹے سائز کی مشین گن پڑی تھی۔۔۔ اس نے وہ گن اوور کوٹ میں چھپائی اور باہر نکلا، واش روم کو تالا لگا کر وہ باہر کی طرف لپکا۔۔

کوٹ کے کالر اس نے اوپر کر لیے تھے تا کہ اسے پہچاننے میں آسانی نہ ہوا، جلد ہی وہ پارکنگ میں پہنچ جہاں پہلے سے ایک لمبا تڑنگا شخص، ایک درمیانے قد کے شخص کے ساتھ کھڑا تھا۔

"تیاری مکمل ہے؟۔۔" وہ غرایا۔

"یس باس۔۔۔ پارٹی کے لئے تیار ہیں۔۔" لمبے تڑنگے شخص نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ چلو کسی کے نام پہ عیش کرتے ہیں۔۔۔" اس نے دانت نکوستے ہوئے کہا تو وہ دونوں ایک کار کی پچھلی سیٹ کی طرف بڑھے اور سنگھ فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھا۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پہ ایک اور شخص بیٹھا تھا۔

"یہاں سب سے خطرناک کلب کونسا ہے؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"کلب المغرب۔۔۔" تینوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

"گدھوں۔۔۔ کوئی اور کلب بتاؤ۔۔" وہ جھلا گیا۔

"Red Ribbon"۔۔ ڈرائیور نے کہا۔

"یس باس۔۔ وہ کلب شیرو نامی ایک پنجابی کا ہے۔۔ بہت ہی اکھڑ مزاج اور کینہ پرور شخص ہے، آتے جاتے سے پنگا لینے بھی نہیں چوکتا اور جو اس کے رستے میں آئے وہ بغیر کسی کے رعب دبدبے میں آئے، اسے جان سے مار کر ہی دم لیتا ہے۔۔" پچھلی سیٹ پہ موجود لمبے تڑنگے شخص نے کہا۔

"اوکے۔۔ کینہ پرور شخص ہی چاہئے۔۔ وہیں چلو۔۔" باس نے کہا تو پچھلی سیٹ پہ بیٹھے دونوں افراد نے ایک دوسرے کی طرف یوں دیکھا جیسے آخری ملاقات ہو۔۔ جبکہ ڈرائیور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے گئیر میں ڈالتے ہوئے

گاڑی کو آگے بڑھا دیا تھا۔

"کیا کوئی ایسا شخص ہے یہاں جو مسٹر بی کے حقیقت سے پردہ اٹھا سکے؟۔۔ اتنا تو سبھی جانتے ہیں کہ اس کا مزاج کیسا ہے، وہ ہے کون؟۔ کہاں سے آیا ہے؟۔ فیملی بیگ گراؤنڈ وغیرہ۔ کسی فائل میں بھی یہ ذکر نہیں۔۔ مقامی سطح پہ ایسا کوئی تعلق؟۔۔۔"۔ اس نے ڈرائیور کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں باس۔۔۔ آج تک ایسا کوئی شخص سامنے نہیں آیا جو اس گتھی کو سلجھا سکے، بس کبھی کبھار ہی مسٹر بی سامنے آتا ہے، کب اور کہاں سے۔۔ کوئی نہیں جانتا۔۔۔ اس کا کلب رضی سنبھالتی ہے۔۔۔ جب بھی مسٹر بی سامنے آتا ہے تو کچھ نہ کچھ خطرناک ضرور ہوتا ہے جس سے اس کی دھاک دشمن پہ بیٹھ جاتی ہے اور وہ پھر غائب۔۔" ڈرائیور نے کہا۔

"اب وہ مستقل اس دنیا سے غائب ہو جائے گا۔۔۔" باس پھنکارا

تو ڈرائیور سہم گیا۔

Red Ribbon کلب کی پارکنگ میں پہنچ کر وہ گاڑی سے اترے، اسلحہ کوٹوں میں چھپائے وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے گئے اور جلد ہی دربانوں سے سلام وصول کرتے ہوئے وہ ہال میں پہنچے۔۔ ہال میں انسانیت کے علاوہ سب میسر تھا اور انسان تو تھے ہی وافر مقدار میں۔

"ہیلو۔۔۔" وہ چیخا۔۔۔

مگر ہال میں ہونے والے بے ہنگم شور کا شاید کان ہی نہیں تھا جس پہ جوں رینگتی۔۔۔

"گولی چلاؤ۔۔۔"

اس نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا تو اگلی لمحہ دھائیں کی آواز کے ساتھ ہی سب کے منہ پہ آٹومیٹک سائلنسر فٹ ہوتے چلے گئے۔

"تم لوگ انسانیت کے نام پہ دھبہ ہو، تم نے مسٹر بی کی آواز کو نظر انداز کر کے اپنے لئے جہنم کی سیٹ بُک کروالی ہے۔۔ بھاڑ میں جاؤ سب۔۔" وہ حلق کے بل چیخا اور ساتھ ہی ہال ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور سنگھ۔۔ یا جو بھی اس کا نام تھا۔۔۔ وہ کولہوں پہ ہاتھ رکھے مسکرا رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ

ہو بہو مسٹر بی جیسا تھا اور لمبے تڑنگے غنڈے میں مسٹر بی کے گارڈز جیسے۔۔۔ دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ مسٹر بی نے کس طرح ان گنت انسانی جانوں کو محض اس وجہ سے سفاکی کی بھینٹ چڑھا دیا کہ انہوں نے اس کی اَن سنی آواز کو نہیں سنا۔۔۔

وہ سخت چہرے کا مالک انسان تھا جس کا ایک قدم جوانی میں اور دوسرا اگلی سیڑھی پہ محسوس ہوتا تھا مگر جسمانی طور پہ وہ نوجوان ہی لگتا تھا۔ قابلِ رشک صحت کا مالک اور۔۔ اس کی چہرے کی سختی دیکھنے والے پہ ایک بار بوکھلاہٹ طاری کر دیتی تھی مگر اس کی طبیعت مختلف تھی، وہ چہرہ بندلنے کا اس حد تک ماہر تھا کہ کسی کی ماں بھی نہ پہچان سکے کہ اس کا بیٹا نہیں، اور چہرہ بدلنے کے ساتھ ساتھ اداکاری کے تمام جوہر اور ان میں ذہانت اور سفاکی کا تڑکا۔ وہ جان لیوا بیماری کی طرح خطرناک تھا جس سے جاننے والے پناہ مانگتے تھے۔

وہ گاڑی کی عقبی سیٹ پہ بیٹھا موبائل میں کھویا ہوا تھا جبکہ گاڑی تیز رفتاری سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔

"باس۔ آج کا کوڈ؟۔۔" ڈرائیور نے ایک کالونی میں کار موڑتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر بی۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔۔۔"

جلد ہی گاڑی، ایک الگ تھلگ کوٹھی کے سامنے کھڑی تھی، کوٹھی کے ارد گرد پلاٹ ابھی خالی تھی، جن میں سے کچھ پہ تعمیری سلسلہ شروع ہونے کے آثار بھی نظر آرہے تھے۔ کار روکتے ہی ڈرائیور نے ہارن بجایا تو چھوٹا گیٹ کھول کر ایک چوکیدار گاڑی کی طرف بڑھا۔

"جی جناب۔۔" اس نے ڈرائیور کی کھڑکی کے سامنے رک کر کہا۔

"ماسٹر بی۔۔۔" اس نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔یس سر۔۔۔" چوکیدار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتا ہوا چھوٹے گیٹ سے اندر داخل ہوا اور جلد ہی بڑا گیٹ کار کے رستے سے ہٹا چلا گیا اور ڈرائیور نے کار آگے بڑھائی۔

عمارت کے سامنے کافی کھلی جگہ تھی جسے پختہ ٹائلوں سے مزین کیا گیا ہے اور اس وقت وہاں ، عمارت کے مرکزی دروازے کی دونوں جانب گاڑیاں موجود تھیں ، ایک طرف خالی جگہ پہ کار رکی اور ڈرائیور نے اتر کر اس شخص کے لئے کار کا دروازہ کھولا تو وہ طویل سانس لیتا ، موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے باہر نکلا اور کوٹ ایک بار جھٹک کر اس کا بٹن بند کیا اور کوٹھی کے لان میں ایک بار نظر دوڑا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا جبکہ ڈرائیور وہیں کار کے پاس رک گیا تھا۔

دروازے سے اندر داخل ہو کر وہ سیدھا چلتا گیا اور ایک جگہ سیڑھیوں کے نیچے رکا اور سامنے والی دیوار پہ ایک جگہ پاؤں مارا ، کچھ دیر بعد دوبارہ وہی حرکت کی اور ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔ ایک منٹ کے بعد دیوار پھٹی اور سامنے رستہ نظر آیا۔ وہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا اور تھوڑا پیدل چلنے کے بعد راہداری میں موجود دو دروازوں میں سے بائیں دروازے پہ مخصوص انداز میں دستک دیتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

نفاست سے سجائے گئے کمرے کے وسط میں لمبی میز تھی جس کے ساتھ قطار میں کرسیاں ، لیکن اس وقت صرف تین کرسیاں ہی آباد تھیں اور وہ تینوں اسے دیکھ کر مسکرائے۔

"مسٹر فادر۔۔۔ ویلکم۔۔۔"

ان میں سے ایک نے پرجوش انداز میں کہا لیکن نہ تو کوئی اٹھ کر آگے بڑھا تھا اور نہ ہی مصافحہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

"شکریہ جنٹلمین۔۔۔ بیٹھیے۔۔۔"

اس نے اپنی سیٹ سنبھالتے ہوئے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"فادر۔۔۔ کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ اب تک کیا کاروائی ہوئی ہے مقدس مشن کے سلسلے میں؟۔۔"

ان تینوں میں سے ایک نے پوچھا۔ اس کا لہجہ اس بات کی چغلی کھا رہا تھا کہ فادر اور وہ، برابر پوزیشن کے مالک ہیں۔

"میرے خیال ہے تو آپ میری کارکردگی سے واقف ہی ہوں گے؟۔۔" وہ بھیڑیے کی طرح دانت نکوستے ہوئے بولا۔

"ہماری رپورٹ کے مطابق آپ ابھی تک یہاں ایک گھٹیا سے غنڈے، مسٹر بی کے پیچھے پڑے ہیں۔ اس کے گروپ کو نجانے کیوں آپ ختم کرنے پہ، بلکہ شاید اس کا نام مٹی میں ملانے پہ تلے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پچھلی بار جب ہماری راہ میں روڑے اٹکائے گئے تو مسٹر بی بھی ان میں شامل تھا، لیکن اس کا یہ مطلب

نہیں کہ ہم اسے سر پہ بٹھالیں اور مقدس مشن کو بالکل نظر انداز کر دیں۔ اس جیسے غنڈوں کو گولی مار کر ایک طرف کر دینا چاہیئے اور اپنے اہم کام کو سرانجام دینا چاہیے۔۔" اسی شخص نے دھیمے مگر سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کو یہ رپورٹ نہیں ملی کہ ہماری تنظیم کی جو فائلز چوری ہوئی تھیں وہ واپس مل گئیں ہیں سوائے چند ایک کے۔۔"

وہ مسکرایا مگر مسکراہٹ میں بھی سفاکی ہی جھلک رہی تھی۔

"بے شک۔۔ اس کے لئے ہم آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ آپ نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔۔ مگر مسٹر بی۔۔ یہاں ہم الجھے ہوئے ہیں۔۔ اس کا نام لے کر قتل وغارت کرنا، اس کے گروپ پہ حملے کرنا، یہ ہمارے وقار کے خلاف ہے۔" دوسرے شخص نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے کہ میں کوئی غلط قدم اٹھاؤں گا؟۔۔"

اس بار اس کے لہجے میں غراہٹ واضح طور پہ محسوس کی جاسکتی تھی اور ان تینوں نے ایک بار ایکدوسرے کی طرف بھی دیکھا تھا۔

"نہیں۔۔ ہمیں آپ پہ یقین ہے۔۔ مگر یہ الجھاؤ؟۔۔ گرینڈ فادر

اس کا جواب چاہتے ہیں۔۔" تیسرے نے کہا۔

"گرینڈ فادر کو کہیں کہ وہ بے فکر رہیں۔۔ جتنا عام اور تھرڈ کلاس غنڈہ ہم مسٹر بی کو سمجھتے ہیں، وہ ایسا ہے نہیں۔ سادہ سی بات ہے کہ کوئی غنڈہ ہمارے خلاف کیوں اس طرح کام کرے گا کہ پورا گروپ ہی اچانک ختم کر دیا جائے، سلطان، نشتر اور سرکاری پیادے۔۔ سب کے سب اٹھا لیے گئے، اور یہ سارا کام مسٹر بی کے سامنے آنے کے بعد ہوا، وہ کچھ اور بھی ہے جس کا ہمیں اندازہ نہیں۔۔ مجھے بھی یہ ماننے میں کوئی عار نہیں کہ میں اسے ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ وہ کیا ہے۔۔ اسی وجہ سے میں جان بوجھ کر قتل و غارت کر رہا ہوں، اس کے ماتحتوں کو تنگ کر رہا ہوں۔۔ میں اسے سامنے آئے بغیر پریشان کر رہا ہوں تا کہ وہ بوکھلا کر یا غصے میں کوئی غلطی کرے اور میں جان سکوں کہ وہ ہے کیا بلا۔۔ اب تک تو یہی ثابت ہوا کہ جو اس کے بارے میں فائلیں ملی تھیں، وہ سچی ہیں اور ان میں یہ اضافہ ہوا کہ وہ بہت گہرا انسان ہے، بہت بہت زیرک انسان۔۔۔ آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گا اسی وجہ سے عام غنڈوں جیسی حرکتیں کی جا رہی ہیں تا کہ وہ اسے نچلی سطح کا جرم سمجھ کر کسی نہ کسی طرح کھل کر سامنے آئے۔" اس بار فادر نے کھل کر بات کی۔

"لیکن فادر۔۔اب تک آپ نے اس کے لوگوں کو ناکارہ ثابت کیا ہے، وہ خود ناکارہ ثابت ہو رہا ہے۔۔۔ایسی صورتحال میں بھی آپ کو لگتا ہے کہ وہ اہمیت دیئے جانے کے قابل ہے؟۔۔۔ہو سکتا ہے یہ سب وقت کا ضیاع ہو اور اصل ٹارگٹ کوئی اور ہو۔۔۔جس کے پیچھے ہمیں لگنا چاہیے۔۔جو ہمارے لئے اصل خطرہ ہو۔۔" پہلے شخص نے کہا۔

"وہ لوگ ناکارہ نہیں ہیں۔ ان کی اپنی ایک حد ہے، عام غنڈے تو ہمارا مقابلہ کرنے سے رہے۔۔ابھی تک مسٹر بی کی طرف سے کوئی کام کا بندہ سامنے نہیں آیا۔ مگر مسٹر بی۔۔وہ کچھ خاص ہے۔۔مسٹر بی کے علاوہ بھی میں ایک محاذ پہ کام کر رہا ہے، ناکامی کا سوال ہی پید انہیں ہوتا، لیکن مجھے پورا یقین ہے کہ مسٹر بی کچھ اور شخصیت ہے۔۔کچھ نہ کچھ پیچیدگی ضرور ہے اس شخصیت میں اور وہی ہماری ناکامی اور کامیابی کی ضمانت ہے۔۔۔"

"آپ کا اگلا قدم کیا ہے؟۔۔" دوسرے شخص نے پوچھا۔

"اب میرا کوئی قدم نہیں فی الحال۔۔سارے مہرے اس طرح رکھے ہیں کہ پہل وہ کرے مگر چال میری مرضی کی ہو۔۔اور جلد ہی پردہ اٹھے گا۔"

"اور۔ ہمارا ملک؟۔۔" پہلے شخص نے میز پہ جھکتے ہوئے کہا۔

"اور۔۔ یہ ہمارا ملک۔۔ ہماری مٹھی میں ہو گا۔۔۔ ہم آزادی کی ہوا میں سانس لیں گے۔۔" اس نے آنکھیں بند کر کے اندر سانس کھینچتے ہوئے کہا۔

ایسے لگ رہا تھا جیسے اچانک اسے نشہ ہو گیا ہو۔

"مسٹر بی۔۔ تم میرے حکم کے اِکے ہو۔۔۔ یہ کھال اتار کر سامنے آؤ۔۔" اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

اسی وقت وہ چونک گیا، اس نے جیب سے وائبریٹ کرتا ہوا موبائل نکالا۔

"سنگھ سپیکنگ۔۔۔" اس کا لب و لہجہ مکمل طور پہ بدل گیا تھا۔

"بب۔۔ باس۔۔۔" دوسری طرف سے گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا؟۔۔" اس نے چونک کر پوچھا۔

"بب۔۔۔ باس۔۔ وہ۔۔ وہ مسٹر بی۔۔"

یوں لگ رہا تھا جیسے دوسری طرف سے بولنے والے کے گلے پہ کوئی بیٹھا ہو۔

"کیا ہوا مسٹر بی کو؟۔۔"

وہ دھاڑا تو سامنے بیٹھے تینوں بھی مسٹر بی کا نام سن کر چونک گئے۔

"وہ۔۔ مسٹر بی۔۔ دانش اور اس کی فیملی کو لے۔۔۔"

اس کے ساتھ ہی اس کی چیخ نے جیسے پھٹے سائلنسر سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی ہو اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔۔" وہ دھاڑا۔

"میں آرہا ہوں۔۔۔" دوسری طرف سے سرد آواز سن کر وہ ٹھٹک گیا۔

"میرا ابھی بتا۔۔ میں بھی جاؤں گا۔۔"1

"شٹ اپ۔۔۔"2

اور کال بند ہو گئی۔۔۔ فادر۔۔ موبائل کان سے لگائے ایک بار تو جم ہی گیا، شاید جو کچھ ہوا تھا وہ اس کی توقع کے خلاف ہی ہوا تھا۔

اسلحہ کی سمگلنگ تو سپارک نے زندگی میں قریب سے دیکھی بھی تھی اور اس کے خلاف کام بھی کیا تھا مگر اس طرح ملک کے اندر اتنی خاموشی سے اسلحہ سازی کا کام اور وہ بھی بڑے پیمانے پہ پہلی بار سامنے آیا تھا اور جب یہ بات سامنے آئی تو بڑے بڑے سماجی و سیاسی نام بھی اس سے جڑے پائے گئے جس وجہ سے معاملہ مزید حساس ہو گیا کیونکہ اتنے اعلی درجے تک مجرموں کی رسائی کا مطلب تھا کہ پسِ پردہ کوئی بہت بڑا کھیل کھیلا جارہا ہے۔

ساحر، بطوط خان کے روپ میں پنساری (جس نے دار لحکومت میں جازی کے نام سے جازی کلب بنایا ہوا تھا) سے صرف ایک اتفاقی

حادثے کی وجہ سے ٹکرایا تھا جہاں سے اسے لینڈ مافیا سے متعلق فائلیں ملیں اور ایک ہی جھٹکے میں ملک کے اندر موجود ان طفیلیوں کو ختم کیا گیا مگر ان فائلوں میں کچھ ایسی بھی فائلیں تھیں جو اس سے بھی خطرناک راز لپیٹے نجانے کب سے الماریوں میں محوِ استراحت تھی۔

پھر اسلحہ فیکٹریاں سامنے آئیں، اور وہ ذرائع بھی جہاں سے اسلحہ ساز فیکٹریوں میں مزدور بھیجے جاتے تھے۔۔تو معاملات صاف ہوتے چلے گئے کہ اندر ہی اندر کافی عرصے سے بہت کچھ چل رہا ہے جس کی کسی کو بھنک بھی نہ لگی تھی مگر اب۔۔۔اب جن کے سامنے یہ راز کھل گیا تھا وہ تو چین سے بیٹھنے والوں میں سے نہیں تھے، وہ تو پہلی فرصت میں اس سازش کو بکھیر کر رکھ دیتے لیکن ٹیم کی موجود حالت کی وجہ سے اسے رکنا پڑا۔

سلطان، نشتر وغیرہ کو پکڑنے کے بعد کچھ دنوں تک معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا مگر پھر اچانک ایک رات روپ سنگھ فرار ہو گیا اور اس کے بعد معاملات تیزی سے بدلنے لگے اور جبران عتاب کا نشانہ بنا، پھر مسٹر بی کے کلب میں ہنگامہ کیا گیا اور رضی کو بے ہوش کر کے دشمن فرار ہو گیا، اس کے بعد مسٹر بی کے ساتھ براہِ راست دشمن ٹکرایا اور وہاں سے بچ کر نکلنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے فوری بعد

دشمن نے مسٹر بی کے روپ میں ایک کلب میں دھاوا بول دیا جس وجہ سے حکومتی ادارے مسٹر بی کے پیچھے لگ گئے۔

جیسے ہی اسے خبر ملی کہ مسٹر بی کے ہاتھوں سے دشمن بچ کر نکل گیا ہے، وہ چوکنا ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایک طرف دشمن شیر ہو جائے گا دوسری طرف مسٹر بی اور خطرناک ہو کر آپے سے باہر ہو جائے گا اور پھر جو نتیجہ نکلتا وہ کسی کے حق میں بہتر نہ ہوتا۔ جس وجہ سے اسے بھی میدانِ عمل میں کودنا پڑا۔۔

اس کے علاوہ ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ جہاں سے روپ سنگھ فرار ہوا تھا وہاں پہ پنساری کی رہائش گاہ سے ملنے والی فائلیں رکھی گئی تھیں جو پراسرار طریقے سے چرالی گئی تھیں، اس بات نے بھی اسے حرکت میں آنے پہ مجبور کر دیا تھا۔ اور جب وہ حرکت میں آیا۔۔۔ ہاشم اور سولجر کے علاوہ اسے دانش اور اس کی فیملی کے لاپتہ ہونے کی بھی اطلاعات ملیں۔ اس نے فاکس کو دانش اور اس کی فیملی کا سراغ لگانے کا کام سونپا اور خود وہ فائلوں کے علاوہ ہاشم اور سولجر کی تلاش کے لئے نکل پڑا۔ وہ مسٹر بی کے آپے سے باہر ہونے سے پہلے پہلے یہ کام ختم کرنا چاہتا تھا۔

جلد ہی فاکس کی طرف سے اسے دانش اور اس کی فیملی کے بارے

میں کلیو ملا تو اس نے پہلی فرصت میں یہ بات مسٹر بی کو بتائی تاکہ وہ کوئی انتقامی کاروائی کرنے کی بجائے دوسری طرف مصروف ہو جائے اور اسے امید تھی کہ ایسا ہی ہو گا۔۔۔

اگرچہ اسے شاندار سپورٹس کاریں بہت ہی پسند تھیں جو ہیڈ کوارٹر میں موجود رہتی تھیں مگر اس وقت وہ سفید رنگ کی پرانی ٹویوٹا میں بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک ٹیب تھا جس پہ ایک نقطہ جل بجھ رہا تھا۔۔۔ یہ اس کا خاص انداز تھا جس سے وہ دشمن تک بہت آسانی سے پہنچ جاتا تھا، اس کے علاوہ ساحر یہ طریقہ بخوبی استعمال کرتا تھا۔۔ کار ایک رہائشی کالونی میں تھی اور چوڑی سڑک کی اطراف میں کھڑی کاروں کے درمیان ہی موجود تھی۔

اس نے نقشہ ساتھ والی سیٹ پہ پھیلا رکھا تھا، نقطے اور نقشے کو ایک نظر دیکھ کر اس نے ٹیب کو ایک طرف رکھا، ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے سائلنسر لگا پسٹل اور ایک سیاہ نقاب نکالا۔۔ دونوں چیزیں کوٹ کی جیب میں ٹھونس کر وہ باہر نکلا۔۔۔ گاڑی لاک کرتے ہوئے وہ واپس مڑا اور سیدھا چلتا گیا۔

دو سے تین منٹ پیدل چلنے کے بعد آنے والے پہلے ہی موڑ سے مڑتے ہوئے وہ دوسری گلی میں داخل ہوا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔۔

تھوڑی ہی دور جا کر وہ رکا۔۔ وہ ایک کوٹھی کے عقب میں موجود تھا۔۔ بظاہر یہ کوٹھی کا فرنٹ ہی محسوس ہوتا تھا مگر وہ عمارت کا نقشہ حاصل کر چکا تھا جس وجہ سے وہ جانتا تھا کہ وہ عقب ہی ہے۔ دیوار کی اونچائی کو دیکھتے ہی اس نے ہائی جمپ کا فیصلہ کیا اور گلی میں پیچھے ہٹتے ہوئے وہ دوڑتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا اور پوری قوت سے جمپ مارا۔۔ اگلے لمحے وہ دیوار سے لٹکا ہوا تھا اور اپنے جسم کو اوپر

کھینچتے ہوئے وہ دیوار پہ پہنچا اور فوری دوسری طرف کود گیا۔

نیچے کودتے ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نقاب نکالا اور چہرے پہ نقاب پہنتے ہی پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔۔۔ اس کے کودنے پہ ابھی کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا تھا، شاید عمارت خالی تھی۔ وہ جھکے جھکے انداز میں عمارت کی طرف دوڑتا چلا گیا اور جلد ہی عمارت کے چھوٹے سے عقبی دروازے پہ موجود تھا۔ اس نے ہینڈل گھمایا مگر دروازہ نہ کھلا۔۔۔ اس نے پوری قوت سے دروازے پہ لات ماری اور تیزی سے دیوار سے لگ کر رک گیا۔

"کون ہے وہاں؟۔۔"

تھوڑی ہی دیر بعد چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو اس کی آنکھوں میں

چمک ابھری۔۔۔ اس نے درست قدم اٹھایا تھا جس سے پتہ چل گیا تھا کہ عمارت خالی نہیں۔۔۔ مگر وہ بولا نہیں۔

"کون ہے وہاں؟۔۔" دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی آواز سنائی دی تو اس نے پسٹل پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔

اس نے دھیرے سے پاؤں زمین پہ مارا تا کہ آنے والے مزید الجھ جائے اور وہی ہوا، آنے والے نے تیزی سے دروازہ کھولا اور اس سے بھی پہلے اس کی مشین گن کی تھوتھنی باہر نکلی اور سپارک نے ہاتھ بڑھا کر تھوتھنی کھینچی جس وجہ سے اس کا مالک بھی دوڑتا ہو باہر نکلا اور سپارک نے تیزی سے اس کا سر پکڑ کر اسے گھماتے ہوئے پوری قوت سے دیوار سے دے مارا اور گن کھینچتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

اس نے جتنی قوت استعمال کی تھی، وہ جانتا تھا کہ گن بردار شخص جلد ہوش میں نہیں آئے گا۔۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ پوری عمارت ہی خالی تھی، وہ کمروں کی تلاشی لیتا رہا اور اپنے مطلوبہ کمرہ، جس کی نشاندہی وہ ٹیب اور کوٹھی کے نقشے میں کر چکا تھا، وہاں اس نے تفصیلی تلاشی لی اور وہ فائلیں برآمد کیں جو روپ سنگھ کے فرار کے بعد چوری کی گئی تھیں، اس نے فائلوں کو ایک نظر دیکھا او

ر پھر وہ فائلیں، ان کی جگہ پہ رکھ کر وہ مڑ گیا جیسے وہ ان کے لئے آیا ہی نہ ہو۔۔۔ باقی کمروں کی تلاشی لیتے ہوئے جب وہ آخری کونے میں پہنچا تو ٹھٹک گیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دیوار سے کان لگایا۔۔۔ دوسری طرف سے اس طرح آوازیں آ رہی تھیں جیسے کوئی سامان یا کچھ وزنی اٹھا اٹھا کر پھینک رہا ہو۔۔۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھری اور وہ پیچھے ہٹ کر دیوار کا جائزہ لینے لگا۔۔ جلدی ہی وہ دیوار کی جڑ میں ایک ٹائل کو دبا کر دیوار کو ایک طرف سرکانے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔ اس کے سامنے چھوٹی سی راہداری تھی جس میں تین دروازے تھے، وہ دبے پاؤں آگے بڑھتا گیا، پہلے کمرے میں خاموشی تھی مگر اسی وقت دوسری کمرے میں سے چیخ کی آواز سن کر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولتے ہی وہ چونک گیا۔

مسٹر بی دونوں ہاتھوں میں سر تھامے، سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا، ایسا شاید پہلی بار ہو رہا تھا کہ دشمن اس کی پہنچ سے باہر تھا، الٹا اسی کا نقصان ہوتا چلا جا رہا تھا، ہاشم اور سولجر اپنے فلیٹ سے غائب تھے۔ دانش اپنی فیملی سمیت اٹھا لیا گیا تھا، رضی کو شروعات میں ہی مات دی گئی۔۔۔ دشمن مسٹر بی کے کمرے تک آکر زندہ واپس چلا گیا اور گیا بھی تو بینڈ باجے کے ساتھ۔۔ Red Ribbon کلب میں قتلِ عام ہوا تھا۔ پولیس، کرائم برانچ اور اس جیسے حساس ادارے مسٹر بی کی بو سونگھتے پھر رہے تھے کیونکہ کلب کے کیمروں میں

صاف نظر آرہا تھا کہ مسٹر بی نے اپنے ساتھیوں سمیت یہ قتل عام کیا اور وہ بھی بغیر کسی وجہ کے۔

جہاں وہ سرکاری اداروں سے چھپتا پھر رہا تھا وہیں اس کے پیچھے Red Ribbon والے نہا دھو کر پڑے تھے، اور سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ اس کا دشمن ابھی بھی آزاد تھا، مسٹر بی کی ذہنی صورتحال ایسی تھی جیسے بند گلی میں پھنس گیا ہو، سارے رستے اس پہ بند نظر آرہے تھے اور ایسے میں وہ خود سب سے خطرناک شخصیت ثابت ہو سکتا اگر وہ دماغی توازن ہی کھو بیٹھتا یا جذباتی ہو کر ردعمل دکھاتا۔

رضی کے علاوہ اس کے ماتحت، جو جاسوسی کا کام اچھے سے کر سکتے تھے وہ غائب تھے، اس کے دوست۔۔۔ ان کا دھندلا سا ہیولا ذہن میں تھا مگر اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ اس کے دماغ میں ان کی تصویریں صاف کیوں نہیں ہوتیں، چند ایک افراد کو سامنے آنے پہ وہ کچھ کچھ پہچان تو لیتا مگر جب کوئی سامنے نہ ہوتا، اس کے لئے کسی بھی اپنے کی پہچان مشکل ہو جاتی تھی اور کبھی کبھار تو اپنے مسٹر بی کے حلقہِ انسانی کے باہر اسے کسی کی پہچان نہ رہتی، شاید یہی وجہ تھی کہ لارڈ نے گرین سروس کو منع کر دیا تھا کہ ساحر سے دور رہیں کیونکہ وہ مسٹر بی کی شخصیت میں تھا، کچھ بھی کر سکتا تھا اور

گرین سروس۔۔ وہ تو ویسے ہی مسٹر بی کو گولی مارنے کے درپے تھے۔

اس وقت اسے کسی اپنے کی ضرورت تھی، جو اس کے ساتھ یا اس کے لئے کام کر سکے اور وہ اپنے دائرے باہر نکل کر کسی پہ حملہ آور نہ ہو مگر۔۔ اس کے لئے تھا ہی کوئی نہیں۔۔ رضی کو بھی سرکاری اداروں اور Red Ribbon کی وجہ سے اس نے محتاط رہنے کا کہہ دیا تھا۔

اس نے پانی کے جگ کی طرف دیکھا اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کر جگ کی طرف بڑھا۔ گلاس میں پانی ڈال کر وہ دوبارہ صوفے پہ بیٹھا اور پانی پینے لگا۔۔ گلاس خالی کر واپس چھوٹی میز پہ رکھتے ہوئے وہ کھڑا ہوا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔

فون کی گھنٹی سن کر وہ چونک گیا۔ اور پھر تیزی سے لینڈ لائن فون کی طرف بڑھا اور ریسیور اٹھایا۔

"مسٹر بی۔۔۔"۔۔۔ وہ غرانانہ بھولا۔

"لارڈ سپیکنگ۔۔۔"۔۔۔۔ سامنے والا بھی اسی جیسا تھا۔

"یس باس۔۔۔"۔۔۔ جیسے اس نے بمشکل ہی کہا ہو۔

"دانش اور اس کی فیملی مل گئی ہے، سولجر اور ہاشم پہ کام ہو رہا ہے ابھی۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو وہ چونک گیا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ؟۔۔"

"ساحلِ سمندر پہ ایک نجی عمارت ہے Sea House۔۔اس میں موجود

ہیں۔۔اگر کوئی مدد چاہیے تو لے سکتے ہو۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ باس۔۔میں دیکھ لوں گا۔۔"

اس نے کہا اور خود ہی کال بند کر دی، حالانکہ ساحر ایسا نہ کرتا۔

اس نے رضی کا نمبر ملایا۔

"یس باس۔۔۔"

"تیار ہو جاؤ۔۔۔ہمیں دانش اور اس کی فیملی کو بازیاب کروانا ہے۔ مکمل انتظام ہونا چاہیے۔۔تم میک کر کے آنا، چہرے بدلنے والا میک نہیں۔۔لڑکیوں والا میک اپ۔۔۔ لباس میں جینز اور مکمل شرٹ۔۔" اس نے کہا اور کال بند کر تیزی سے کھڑا ہوا۔

آفس سے ملحقہ کمرے میں گھس گیا اور دس منٹ کے بعد وہ تھری

پیس سوٹ پہنے بر آمد ہوا، آنکھوں میں خوبصورت عینک لگائے وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔ جلد ہی وہ ذاتی استعمال کے لئے بنائی گئی راہداری میں سے گزرتا ہوا پارکنگ میں پہنچا جہاں چار لمبے تڑنگے غنڈے کھڑے تھے۔ انہوں نے سیاہ پینٹوں پہ سیاہ بنیانیں پہن رکھی تھی اور شکل وصورت سے چھٹے ہوئے غنڈے نظر آتے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں خوفناک اسلحہ تھا۔ انہوں نے مسٹر بی کو دیکھتے ہی جھک کر سلام کیا، مسٹر بی انہیں نظر انداز کرتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ رضی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر نکلی اور مسٹر بی کے لئے عقبی دروازہ کھولنے کے لئے جھکی۔

"رکو۔۔ کتنی بار کہا ہے تم میرے لئے دروازہ مت کھولا کرو۔۔" وہ سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

"باس۔۔ وہ۔۔۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔۔ فضول پروٹوکول کی، تم میرے ذاتی کام کرنے کے لئے نہیں رکھی گئیں۔۔۔"

اس نے رضی کو ٹوکا اور خود دروازہ کھول کر کار میں بیٹھا۔ رضی زیرِ لب مسکراتی ہوئی ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھی اور گاڑی سٹارٹ کی۔ وہ

جانتی تھی کہ مسٹر بی کو پسند نہیں کہ وہ اس کے لئے ایسے کام کرتی رہے کہ اس کی زر خرید ملازمہ محسوس ہو، دوسری طرف جو ذمہ داری مسٹر بی اس کے ذمے لگاتا اس کے لئے بہت سخت رویہ اختیار کر جاتا۔۔۔ رضی نے گارڈز کی وجہ سے مسٹر بی کے لئے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی کہ باس کو پروٹوکول ملے مگر اس نے جھاڑ دیا۔

گاڑیوں کا قافلہ، جس میں مسٹر بی کی کار اور اس کے گارڈز کی جیپ شامل تھی، پارکنگ سے نکل کر کلب کے مرکزی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پونے گھنٹے کے خاموش سفر کے بعد، مسٹر بی کی رہنمائی میں وہ ساحلِ سمندر سے ذرا ہٹ کر ایک ویران حویلی سے کچھ فاصلے پہ رکے۔ یہ حویلی نجی تھی جس کے مالکان کافی عرصے سے بیرون ملک رہائش پذیر تھے اور کبھی کبھار چھٹیاں گزارنے چلے آتے تھے۔

"حکم باس۔۔۔" رضی نے پوچھا۔

"تم گاڑی سے اترو۔۔۔ ہم لوگ تمہیں اغواء کرنے کے لئے تمہارے پیچھے پڑے ہیں۔۔۔ تم اس بہانے سے عمارت میں گھسو

اور ہمارے لئے رستہ ہموار کرو۔۔ اور یہ بات گارڈز کو بھی بتا دو کال پہ۔۔" اس نے کہا تو رضی اثبات میں سر ہلایا۔

اس نے جلدی سے نمبر ملایا اور پچھلی گاڑی میں موجود گارڈز کو ساری بات سمجھائی اور گاڑی سے نیچے اتری۔

"لڑکی ہی بن کر جانا۔۔" اس نے جیسے تنبیہہ کی۔

"یس باس۔۔۔" وہ مسکرائی۔

گاڑی سے اترتے ہی اس نے تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا اور مسٹر بی کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پہ پہنچا۔ وہ تب تک سکون سے بیٹھا رہا جب تک کہ رضی اس سے کافی فاصلے پہ نہ پہنچ گئی اور پھر گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی، اس کے ساتھ ہی پچھلی جیپ بھی حرکت میں آئی۔

ابھی ان کی گاڑیاں کافی فاصلے پہ تھیں جب رضی کسی کے ساتھ عمارت کے دروازے پہ کھڑے ہو کر باتیں کرتی محسوس ہوئی اور مسٹر بی کے ہونٹوں پہ زہریلی مسکراہٹ ابھری۔

"سنگھ۔۔۔ اب لاشیں گنو۔۔۔"

بڑبڑاتے ہوئے اس نے ایکسلیٹر پہ پاؤں دبایا اور گاڑی غرا کر بھاگتی ہوئی عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھی جہاں سے رضی اور وہ آدمی غائب ہو چکے تھے۔

ہاشم کی آنکھ کھلی تو اس نے لاشعوری طور پہ اٹھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا، جب تک شعور نہ سنبھلا تب تک وہ دھینگا مشتی کرتا ہی رہا اور پھر اچانک رک گیا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو سولجر بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور دونوں ہی لکڑی کی کرسیوں پہ مضبوطی سے باندھے گئے تھے۔

"تم تو کرسی اٹھا یا توڑ سکتے ہو؟۔۔ پھر بیٹھے کیوں ہوا ابھی تک؟۔۔" ہاشم نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے سوچا تم سے پوچھ لوں پہلے۔۔۔" سولجر نے متانت سے جواب دیا۔

"گڈ۔۔۔ توڑ دو یار۔۔۔۔" ہاشم جھلا کر بولا۔

"شوق سے۔۔۔"

سولجر نے کہا اور جسم کو جھٹکا دے کر اٹھنے کی کوشش کی مگر لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچا اور دانت جمائے پھر کوشش میں جُٹ گیا۔

اس بار اٹھنے کی کوشش میں زمین پہ قدم جمتے ہی وہ پھر جھکے جھکے انداز میں کھڑا ہوا اور کھلے سانڈ کی طرح دیوار کی طرف الٹے قدموں لنگڑاتا، لڑکھڑاتا، جبڑے پوری قوت سے بھینچے پیچھے کو بڑھتا گیا، وہ پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا۔۔ مگر کرسی کو اس سے کیا فرق۔۔ ایک ٹانگ ٹوٹ گئی باقی وہیں کی وہیں۔۔۔ اور اس زور آزمائی سے اس کے جسم کو کرسی کی وجہ سے جو چوٹ آئی وہ الگ۔

"کیا کر رہے ہو یار؟۔۔ عقل استعمال کرو۔۔ کرسی کے بازو توڑو۔۔۔" ہاشم منہ بناتے ہوئے بولا۔

"اوہ۔۔۔ واقعی۔۔"

سولجر نے تعریفی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور ساتھ ہی پوری قوت سے اپنے بازوؤں کو اوپر کی جانب کھینچنے لگا اور جسم کو نیچے، یعنی مخالف سمت میں دبانے لگا جس کی وجہ سے کرسی کے بازوؤں پہ مخالف قوتیں لگنا شروع ہوئیں اور سولجر بغیر ہمت ہارے

بار بار اس طرح جھٹکے دینے لگا اور چار سے پانچ منٹ کے بعد تب امید کی کرن مسکرائی جب تڑاخ کی آواز کے ساتھ ایک بازو جوڑ سے اکھڑا، سولجر نے اب ساری قوت اسی بازو پہ صرف کرنا شروع کی جس کے نتیجے میں کرسی کا بازو ایک طرف سے مکمل طور پہ اکھڑ کر الگ ہوا اور سولجر اسے دوسری طرف موڑ کر توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔

"شاباش میرے شیر۔۔" ہاشم نے حوصلہ بڑھایا۔

"کتنی بار کہا ہے مجھے جانور مت کہا کرو۔۔"

سولجر اسی پہ الٹ پڑا۔ وہ بڑے دھیان سے رسی کی بندشوں کو ڈھیلا کرنے میں لگا تھا کہ یہ بات سن کر وہ رک گیا۔

"تمہاری عزت کی ہے۔۔"

ہاشم بوکھلا گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کبھی بھی، کوئی بھی آسکتا ہے اور نقصان ہو سکتا ہے، ادھر سولجر اکڑ گیا تھا۔

"جانور کہہ کر۔ شیر بھی جانور ہی ہوتا ہے۔۔ میں انسان ہوں۔۔" وہ غرایا۔

"جلدی کرو کوئی آگیا تو جان سے جائیں گے۔۔"

اس نے جان بوجھ کر کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اوہ ہاں۔۔" سولجر نے تیزی سے اپنا کام شروع کیا تو ہاشم نے سکون کا سانس

لیا اور شاید ساتھ توبہ بھی کی ہو گی کہ آئندہ اس طرح حوصلہ نہیں بڑھانا۔ ایک بازو آزاد ہوتے ہی اس نے دوسرا بازو کھولا، پھر پاؤں کھولنے شروع کیے اور پھر جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ کامیابی کی چمک اس کے چہرے پھیل گئی اور وہ مسکراتا ہوا ہاشم کی طرف بڑھا اور عین اسی وقت دروازہ کھلا اور سولجر سے بھی مضبوط جسم کا ولائتی سانڈ کمرے میں داخل ہوا۔

"اوہ۔۔ تم کھل کیسے گئے؟۔۔" اس کے منہ سے بے ساختہ مقامی زبان میں یہ جملہ نکلا۔۔

"تم نے مجھے کتا سمجھ رکھا ہے؟۔۔"

سولجر تمام تر احتیاط و تحفظات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے اس پہ چڑھ دوڑا۔ مگر جذبات۔۔۔ بہت نقصان کروا دیتے ہیں۔۔۔ سولجر کے اس شخص تک پہنچنے سے پہلے اس شخص کی ٹانگ گھومی اور سولجر چیختا ہوا پشت کے بل دھپ سے زمین پہ آ رہا۔ اسی وقت وہ شخص ہوا میں اچھلا اور اس کا مڑا ہوا گھٹنا سولجر کے پیٹ کی جانب

بڑھا۔۔سولجر تیزی سے کھسک گیا اور وہ اس شخص نے بھی کمال پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر فرش پہ ٹکائے اور گھٹنے فرش سے ٹکرانے سے بچا لیے۔ سولجر اور وہ۔۔دونوں اچھل کر کھڑے ہوئے اور سولجر لڑکھڑا گیا۔

"لنگڑا شکاری۔۔"

اس نے سولجر پہ طنز کیا اور سولجر کا فیتا سلگ گیا۔ اس نے وہی سے جمپ لیا اور اس شخص کو سنبھلے کا موقع دیئے بغیر رگیدتا ہوا دور تک لے گیا اور اس کی ٹکر اس شخص کی پیشانی پہ پڑی، اس نے چیخ کر دونوں اطراف سے مکے سولجر کی پسلیوں میں مارے اور سولجر درد سے دوہرا ہوتا ایک طرف پھسل گیا۔ اس بار اس شخص نے اٹھنے میں پہل کی اور اس کی ٹانگیں پوری رفتار سے سولجر کی پسلیوں کی دھنائی کرنے لگیں، سولجر کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں اور وہ اس کے ہاتھ تیزی سے اس شخص کی ٹانگوں کی طرف بڑھے، خوش قسمتی سے ایک ٹانگ اس کی پکڑ میں آ ہی گئی اور اس نے پوری قوت سے جھٹکا دیا تو وہ شخص اچھل کر پشت کے بل زمین پہ آ رہا۔۔۔سولجر نے اچھل کر اس پہ چڑھائی کرنے کی کوشش کی مگر پھسلنے کی وجہ سے لمحہ بھر کے لئے کمزور پڑ گیا اور اسی لمحے کا فائدہ اس شخص نے اٹھایا اور سولجر کو اٹھا کر دیوار سے دے

مارا۔۔۔ہٹا کٹا اور وحشی سانڈ جیسا سولجر اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرایا۔۔۔اور وہ شخص تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔

"رکو۔۔۔" دھاڑتی ہوئی آواز سن کر وہ رک گیا۔

"یہ کیا ڈرامہ شروع کیا ہوا ہے ڈیوڈ؟۔" دروازے پہ لمبا تڑنگا شخص کھڑا تھا۔

"باس یہ میرے آنے سے پہلے ہی آزاد ہو گیا تھا۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"تو گولی مار دو۔۔۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پوچھ گچھ رہتی ہے ابھی باس۔۔۔" اس نے کہا۔

"اوہ اچھا۔۔۔میرا خیال تھا کہ اب تک سب ہو چکا ہو گا۔۔" اس نے کہا۔

ہاشم پریشانی سے سب کو دیکھ رہا تھا، جان کے لالے بالکل اس طرح پڑ رہے تھے جیسے برف کے اولے پڑتے ہیں۔۔۔

باس تیزی سے سولجر کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا، جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو ساتھ خوفناک پسٹل بھی تھا۔

"مسٹر بی کہاں ملے گا؟۔۔۔کلب المغرب کے علاوہ اس کا ٹھکانہ

بتاؤ۔۔" اس نے سولجر کی کنپٹی پہ پسٹل رکھتے ہوئے پوچھا۔

ادھر ڈیوڈ نے پسٹل نکال کر ہاشم پہ تان لیا تھا، ساری راہیں مسدود نظر آنے لگیں اور ہاشم اور سولجر نے بے بسی سے ایک دوسری کی طرف دیکھا۔

"باس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہوتا۔۔ جب اس کا جی چاہے وہ کلب آتا ہے۔۔ کہاں سے آتا ہے یا کہاں جاتا ہے ہمیں کچھ علم نہیں۔" ہاشم نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"تم لوگ اس کے قریبی ماتحت ہو۔۔ تمہاری منہ سے یہ بات جچتی نہیں۔۔"

اس نے سولجر کی کنپٹی پہ پسٹل کی نال سے دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔" ہاشم نے کہا۔

"اور تمہارا کیا خیال ہے؟۔۔" اس نے سولجر سے پوچھا۔

"اس کا بھی یہی خیال ہے۔۔"

ایک سرد اور چٹان جیسی مضبوط آواز سن کر سب چونک گئے۔۔ اس وقت ٹرچ کی آواز کے ساتھ ڈیوڈ کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر دور جا گرا۔۔۔ اور باس ہڑبڑا کر کھڑا ہونے کو ہی تھا کہ

سولجر کا بازو گھوما اور اس کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر اس کے قدموں میں گرا اور سولجر آگے بڑھا ہی تھا کہ باس کی لات گھومی اور سولجر کی کمر پہ پڑی۔۔ سولجر وہیں گرا اور باس پسٹل کی طرف جھکا۔۔ مگر وہ یہ بھول گیا تھا کہ دروازہ پہ کوئی پسٹل پکڑے کھڑا ہے اس بار ٹرچ کی آواز کے ساتھ ہی باس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ بازو تھامے لڑکھڑایا اور دوبارہ گولی چلی۔۔ اس بار دوسرا بازو نشانہ بنا۔

"اب حرکت کی تو جان سے جاؤ گے۔۔" دروازے میں کھڑا نقاب پوش آگے بڑھتے ہوئے دھاڑا تو باس سہم گیا۔۔۔

نقاب پوش پسٹل تانے ان کے پاس پہنچا اور ٹھوکر سے باس کے قریب پڑا

پسٹل اس کی پہنچ سے بہت دور کر دیا۔۔ باس تو زخمی تھا مگر ڈیوڈ۔۔ اس نے اچانک نقاب پوش پہ حملہ کر دیا۔۔ اس کی ٹانگ نقاب پوش کے پسٹل والے ہاتھ کی طرف بڑھی۔۔۔ مگر یہ دیکھ کر باس جو درد کے مارے دوہرا ہو چکا تھا۔۔ اس کے علاوہ سب چونک گئے۔۔ نقاب پوش اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھا اپنے خالی ہاتھ میں ڈیوڈ کی اپنی طرف بڑھتی ٹانگ کو گھٹنے سے تھاما۔۔ ہاتھ میں پکڑا پسٹل چھوڑا۔۔ دوسرا ہاتھ ڈیوڈ کی گردن پہ ڈالا اور پلک

جھپکنے کے وقفے میں ڈیوڈ کو سر سے بلند کر کے پوری قوت سے زمین پہ پٹخ دیا۔۔ ڈیوڈ کے منہ سے فلک شگاف چیخوں کے علاوہ خون کا پرنالہ کھل گیا اور جسم تڑپنے لگا۔۔۔ اس کا شاید دل ہی پھٹ گیا تھا۔۔۔

ہاشم اور سولجر آنکھیں پھاڑے اس نقاب پوش کو دیکھ رہے تھے جو کچھ ہی دیر میں پانسہ پلٹتے ہوئے ان کے حواس پہ چھا گیا تھا۔۔۔

"اسے کھول کر نکل جاؤ یہاں سے۔۔ اپنے باس کو رپورٹ کرو۔۔ اگر یہ بچ جائے تو اسے بھی لے جانا ورنہ ہے یہ بھی نقلی آدمی۔۔"

اس نے تحکمانہ لہجے میں باس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں ہدایات دیں اور جیسے وہاں اچانک آدھمکا تھا اسی طرح کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔ ہاشم اور سولجر نے حیرت و بے یقینی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔ کہ نہ کوئی جان نہ پہچان ایویں۔۔۔۔۔

ایک سرنگ میں لمبے کوٹوں میں ملبوس چار افراد تیزی سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے، ہر ایک نے پشت پہ آکسیجن سلنڈر لاد رکھا تھا، سرنگ لمبائی کے اعتبار سے تقریباَ چھ فٹ تھی جبکہ چوڑائی چار فٹ کے قریب۔ ۔ اور شکل قدرے بیضوی۔ دیوار میں مناسب فاصلے پہ اور پوری سرنگ میں، چھوٹے چھوٹے بلب نصب تھے جن کی وجہ سے راستہ دیکھنا آسان تھا۔

"اگر سرنگ تھوڑی اور چوڑی کر لیتے تو کچھ سواری ہی استعمال کر لی جاتی۔۔ اب کب سے ہم پیدل چلے جا رہے ہیں گدھوں کی طرح پیٹھ پہ وزن لادے۔"

ماسک کے ٹرانسمیٹر سے ایک اکتائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہیں یہ منصوبہ باس کو بتانا چاہیے۔۔" سب سے آگے چلنے والے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے باس تو تم ہو شانی۔۔ ہم تمہیں کہہ سکتے ہیں اور تم اوپر۔۔" تیسرے نے کہا۔

"تم لوگ چاہتے ہو کہ بات تمہاری ہو اور گردن میری کٹے۔" شانی مسکرایا۔

"کتنا چلنا ہے ابھی؟۔۔" چوتھے نے پوچھا۔

"تم تو پہلی بار ہی تھک گئے۔۔۔ بس پہنچ ہی گئے۔۔" دوسرے نے قہقہہ لگا کر جواب دیا۔

"شش۔۔۔"

شانی نے سب کو ہاتھ بلند کر کے اشارہ کیا اور سب خاموش ہو گئے۔۔۔ اگلے دو سے تین منٹ وہ خاموشی سے چلتے رہے اور پھر ایک سیڑھی دیکھ کر سب سے زیادہ چمک چوتھے آدمی کی آنکھوں میں چمکی۔

سیڑھی کے پاس رک کر انہوں نے کچھ لمحے آرام کیا اور پھر شانی

سیڑھی پہ چڑھنے لگا۔ اوپر ایک ڈھکن تھا جسے تالا لگا ہوا تھا۔ شانی نے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو آستین سے ایک چھوٹی سے چابی نکلی۔ اس نے چابی کی مدد سے تالا کھولا اور ڈھکن کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے نیچے جھکا۔۔۔ لوہے کا مضبوط ڈھکن اب ایک طرف لٹک رہا تھا اور سامنے ایک بلاک تھا، شانی نے دستانہ اتار کر اس بلاک کے ایک کونے میں انگوٹھا رکھا تو بلاک کے کونے میں ایک پینل اچانک جن کی طرح نمودار ہوا اور شانی نے اسی انگوٹھے سے کوئی خاص نمبر درج کیا تو کھٹک کی آواز سنائی دی۔

"تیار رہنا۔۔۔"

اس نے مڑ کر سب سے کہا اور کھلتے ہوئے بلاک میں سے اوپر چڑھتے ہوئے سرنگ میں سے نکل گیا۔ باری باری وہ چاروں اس سوراخ میں سے نکلے اور سر گھما کر دیکھا، وہ ایک سٹور روم میں تھے جس میں پرانا سامان سرگوشیوں میں مصروف تھا اور انہیں دیکھتے ہی یوں چپ ہوا جیسے وہاں انتہا کی خاموشی ہو۔ شانی کے اشارہ کرنے پہ تیسرے آدمی نے مڑ کر اس بلاک نما دروازے کو بند کیا اور سب نے تیزی سے پشت سے سلنڈر اتارے اور سکھ کا سانس لیتے ہوئے کوٹوں میں سے اسلحہ نکال کر تھامتے ہوئے باہر کی طرف بڑھے۔

شانی کے پاس ہر دروازے کی چابی تھی جس وجہ سے وہ آسانی سے آگے بڑھ پا رہے تھے۔ ایک بڑی سی راہداری میں پہنچ کر وہ پھیل گئے اور عمارت کے ہر کمرے کی تلاشی لینے لگے، عمارت میں ہُو کا عالم تھا جیسے گرمیوں کی دوپہر کو خاموشی بھی گونگی ہو گئی ہو۔

کمروں میں موجود لاشیں دیکھ کر وہ چونکے ضرور مگر رکے یا بولے نہیں بس لاشیں چیک کرتے ہوئے یوں گزرتے گئے جیسے انہیں اسی کی توقع تھی۔ ایک کمرے میں بیڈ کے ساتھ رسیاں بھی موجود تھیں، اس کرسی کے بازوؤں پہ بھی رسیاں موجود تھیں۔ وہ سب کچھ دیکھتے ہوئے چوکنے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے اور جلد ہی وہ عمارت کے مرکزی دروازے سے نکل کر لان میں پہنچ گئے۔ لان میں بھی انسانی وجود بے حس و حرکت پڑے تھے۔ مجموعی طور پہ آٹھ آدمی قتل ہوئے تھے جن میں سے تین کی لاشیں لان میں موجود تھیں۔ وہ ان کی طرف بڑھے۔

"انہیں بھی جلدی سے چیک کرو۔۔۔ دشمن نکل گیا ہے۔۔" شانی نے بے چینی سے کہا تو وہ تیزی سے لاشوں کی طرف دوڑے۔

وہ خود ایک لاش کے پاس رک گیا، جتنا خون بکھر کر جما ہوا تھا، چیک کرنا بھی وقت کا ضیاع تھا، ظاہر تھا کہ وہ کافی دیر کا ختم ہو چکا ہے۔

"کام ختم ہے۔۔۔" دور سے ایک ہی آواز آئی۔

"واپس آجاؤ۔۔۔" اس نے سب کو پکارا تو وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا اور کال ملائی۔

"باس۔۔۔۔ یہاں تو قتلِ عام ہوا ہے، وہ لوگ قیدیوں کو لے کر نکل گئے ہیں

اور یہاں موجود ہمارے تمام آدمی مار دیئے گئے ہیں۔"

"یس باس۔۔۔ ہم نے لاشیں چیک کر لی ہیں۔ کافی دیر ہو گئی ہے انہیں ختم ہوئے۔۔" اس نے دوسری طرف سے سوال سن کر جواب دیا۔

"یس باس۔۔" دوسری طرف سے تفصیلی ہدایات سننے کے بعد اس نے کہا۔

اور موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے سب پہ نظر ڈالی۔

"بالی گیراج سے ویگن نکالو۔۔۔ لاشوں کو سمندر میں پھینکنا ہے۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا تو بالی چونک گیا۔

"اپنے لوگوں کی لاشوں کے ساتھ ایسا سلوک؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"تم نئے ہو، اس فیلڈ میں ایسا ہی ہوتا ہے، یہ بہادری کے تمغے تھوڑی ہیں کہ انہیں سینے پہ سجالیا جائے۔۔"

شانی نے منہ بنایا تو بالی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے ایک ساتھی کے ساتھ ایک طرف بڑھ گیا۔ شانی ہونٹ چباتے ہوئے سامنے پڑی لاش کو گھور رہا تھا، نجانے کیا سوچ رہا تھا۔۔۔ زندگی کی اوقات یا اپنی اوقات۔۔۔ ہڑبڑا کر اس نے نظریں گیٹ پہ مرکوز کیں، شاید اپنی سوچ سے بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ویگن کا ایک اگلا اور ایک پچھلا ٹائر پنکچر ہے۔۔ اضافی ٹائر بھی پھاڑ دیا گیا ہے۔"

بالی پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بتا رہا تھا، وہ شاید زیادہ ہی جذباتی یا خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"اوہ۔۔ الو کا پٹھا۔۔۔" شانی بڑبڑایا۔

"کون؟۔۔" بالی بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔۔۔

"ہے ایک۔۔ جس نے یہ سب کیا ہے۔۔۔" شانی نے کندھے اچکائے اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔۔۔

"شیری۔۔ تم عارف کو ساتھ لے جاؤ اور سیف ہاؤس سے ویگن لے آؤ۔۔"

شانی نے کہا تو دوسرے اور تیسرے شخص نے اثبات میں سر ہلایا اور گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

"سیف ہاؤس میں کوئی نہیں جو یہ لوگ جا رہے ہیں؟۔۔" بالی نے انہیں جاتے دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں۔۔ آج کل سب یہیں رہ رہے تھے، سیف ہاؤس یہاں سے دو میل دور ہے، جنوب کی طرف۔۔ انہیں آتے آتے وقت لگے گا۔۔ اندر بیٹھتے

ہیں۔"

شانی نے کہا تو بالی نے تیزی سے اثبات میں سر ہلایا جیسے خود بھی یہی چاہتا ہو۔ وہ دونوں تیزی سے عمارت کی طرف بڑھ گئے اور جلد ہی عمارت پھر سے ویران لگنے لگی۔

"سڑک پہ جو جانور گاڑیوں کے نیچے آکر مر جاتے ہیں وہ تیری طرح ہی لگتے ہیں۔۔۔"1

ان کے جانے کے پانچ سے سات منٹ بعد جس لاش کے پاس شانی کھڑا تھا، اس کے ہونٹ ہلے۔

"اور وہ جانور تیری طرح ٹاؤں ٹاؤں کرتے ٹانگیں گھسیٹتے دوڑتے ہیں۔"2

"اور۔۔۔۔۔"1

"میری بات سن۔۔۔"2۔۔۔بات کاٹی گئی۔

اور خود کلامی رک گئی۔

"کھول منہ۔۔۔"1۔۔۔۔جیسے بہت احسان کیا گیا ہو۔

"مل کر کام کرتے ہیں۔۔"2

"کیا بکواس ہے۔۔؟۔۔"1

"یہ کام بہت بڑا ہے اور اس کے لئے ہمیں ایک ہونا پڑے گا، آپس میں لڑنا مناسب نہیں۔۔کمزور پڑ جائیں گے۔۔۔"2

"تو مناسب نہیں ہو گا۔۔میں ہر کام کے لئے مناسب ہوں۔۔چاہے اچھا ہو یا برا۔۔" 1۔۔۔ جیسے منہ بنا کر نا گواری سے کہا گیا ہو۔

"دیکھ۔۔۔یہاں معاملہ بدلہ لینے یا طاقت دکھانے کا نہیں۔۔ یہ لوگ عمارت کے اندر سے ظاہر ہوئے ہیں یعنی یہاں سے دور کوئی خفیہ جگہ ہے جہاں پہ یہ لوگ ملک کے خلاف کچھ کر رہے ہوں گے۔۔اور ہمارے ذہن میں یہ موجود ہے کہ یہ لوگ ملک کے دشمن ہیں۔۔یہ معاملہ محض غنڈہ گردی تک محدود نہیں نہ ہی ایک مجرم تک۔۔۔"2

"بات تو تیری ٹھیک ہے بڑے بھائی۔۔"1

"تو پھر ڈن ؟۔۔۔"2۔۔۔ دائیں ہاتھ کی انگلی بلند ہوئی۔

"لیڈر میں رہوں گا۔۔۔ڈن۔۔۔"

بائیں ہاتھ کی انگلی بھی اٹھتی ہوئی دائیں انگلی سے بغلگیر ہوئی جیسے لوہے کی زنجیر کے کڑے آپس میں ملے ہوں۔

"چل پھر۔۔۔ آج مسٹر اور بی۔۔۔دونوں ایک ساتھ۔۔۔"1

"چلنا کہیں نہیں۔۔۔اب لاش ہی رہ۔۔۔"2

"بھاڑ میں جا۔۔۔"1

"دونوں ایک ساتھ۔۔۔"2

اور اندر سے قدموں کی آواز سن کر وہ دوبارہ مر گیا۔

گھنٹی کی آواز سن کر وہ چونک گئی، کافی دنوں سے گھنٹیاں خاموش تھیں اور آج۔۔۔ اس نے جلدی سے موبائل فون پکڑا اور سکرین دیکھ کر چونک گئی۔ اس نے تیزی سے کال اٹنڈ کی۔

"یس چیف۔۔ ثانیہ سپیکنگ۔۔۔" اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے لیے ایک کام ہے۔۔۔" چیف نے کہا تو ثانیہ کا چہرہ زندگی سے چمک اٹھا۔۔۔ کافی دنوں سے وہ جیسے نظر بند ہو گئی تھی اور روپوش تھی، نہ کسی سے رابطہ اور نہ ہی بات چیت۔۔۔ اگرچہ

اس عمارت میں کبیر اور ایک ملازم بھی موجود تھے مگر ثانیہ بغیر ضرورت گراؤنڈ فلور پہ نہ گئی جس وجہ سے کبیر اور اس کی گپ شپ بھی کم ہی ہوئی۔

"یس چیف۔۔۔" اس نے جوش کو دباتے ہوئے کہا۔

"تمہیں سوہنی کے روپ میں ہی کام کرنا ہے۔۔" چیف نے جواب دیا اور ساتھ ہی تفصیل سے اسے کام سمجھانے لگا۔

"یس چیف۔۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"گڈ۔۔۔ تمہیں ہر حال میں اپنے حدف پہ نظر رکھنی ہے۔۔" چیف نے کہا اور کال بند ہو گئی۔۔۔ وہ اچھل کر کھڑی ہوئی، اس کی حالت اس مشین جیسی تھی جسے بہت عرصے بعد آن کیا گیا ہو اور اس کا رواں رواں زندگی سے بھر گیا ہو۔۔۔ وہ تیزی سے کمرے سے نکلی اور گراؤنڈ فلور کی طرف دوڑتی چلی گئی۔۔۔ اس کا رخ میک اپ روم کی طرف تھا۔

جلد ہی وہ سوہنی کا روپ دھارے، مخصوص لباس میں باہر نکلی، اس کے پرس میں خاطر خواہ اسلحہ بھی موجود تھا۔ سوہنی کے رُوپ کے لئے اسے خواتین والے میک کا سہارا زیادہ اور شکل تبدیل کرنے

والے میک کا سہارا کم ہی لینا پڑتا تھا کیونکہ سوہنی تو وہ ویسے بھی۔۔۔۔۔

اس کا رخ کبیر کے کمرے کی طرف تھا، اس نے دروازے پہ دستک دی۔

"آ جاؤ۔۔۔"

اور ثانیہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

"قید ختم؟۔۔۔" کبیر اسے دیکھتے ہی چونک بولا۔۔۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟۔۔" وہ مسکرائی۔

"تمہارے انداز سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے کہ ٹاسک مل گیا ہے۔۔"

کبیر بھی مسکرایا مگر اس کی آنکھوں میں اداسی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔۔ وہ ثانیہ سے بھی پہلے کا ایک طرح سے قید تھا اور صبر کئے ہوئے تھے۔۔۔ اس کے پاؤں کے زخم کافی سے زیادہ ٹھیک ہو چکے تھے مگر ابھی وہ تیزی سے حرکت کرنے پہ دوبارہ لمبے عرصے کے لئے لیٹ سکتا تھا، اسی وجہ سے خود پہ جبر کئے ہوئے تھا اگر وہ حرکت کرنا چاہتا بھی تو لارڈ کی حکم عدولی کے خیال سے ویسے ہی چپ کر جاتا۔

"بالکل۔۔۔ کام مکمل کر کے ملاقات ہوتی ہے۔۔ ہو سکتا ہے ساحر سے بھی ملاقات ہو جائے۔۔۔" ثانیہ نے چہکتے ہوئے کہا اور اللہ حافظ کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔

عمارت سے طے شدہ عمل کے تحت نکل گئی اور جلد ہی وہ مرکزی سڑک پہ ٹیکسی کا انتظار کر رہی تھی۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد ایک خالی ٹیکسی اس کے پاس آ کر رکی اور وہ اس میں بیٹھ گئی۔

"شاہ نور پلازہ۔۔۔" اس نے شہر کے ایک معروف پلازہ کا نام بتا بتایا تو ٹیکسی مڑ کر سڑک پہ دوڑنے لگی۔

آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد ٹیکسی ایک پلازہ کے سامنے رکی تو وہ کرایہ ادا کرتے ہوئے ٹیکسی سے نکلی۔ پلازہ پہ نظر ڈالتے ہوئے وہ آگے بڑھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی پلازہ کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئی اور لفٹ ک جانب بڑھ گئی۔ لفٹ میں سوار ہو کر وہ دوسری فلور پہ پہنچی اور ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کا رخ ٹوائلٹس کی طرف تھا۔۔ اندر سے آنے والی مردانہ آوازیں سن کر وہ آگے بڑھ کر مخالف کونے میں، راہداری میں ہے موبائل نکال کر مصروف ہو گئی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد واش روم سے قہقہے لگاتے تین نوجوان نکلے اور ان کی نظریں سوہنی پہ پڑی، ایک کی سیٹی

پھسلی اور دوسری کی آنکھ میں کچھ گرا اور خواہ مخواہ ایسے لگا جیسے اس نے آنکھ ماری ہو۔۔۔ ایک دوسرے کا معنی خیز اشارے کرتے ہوئے وہ مخالف سمت میں بڑھتے چلے گئے اور جب تک وہ سامنے رہے ، سوہنی موبائل پہ لگی رہی، جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے، وہ لپک کر واش رومز میں گھس گئی اور داخلی دروازے کی چٹخنی لگا دی۔

سامنے قطار اندر قطار واش رومز تھے جن کے دروازے بند ہی تھے۔ وہ سیدھی آخری واش روم کے پاس رکی اور بیگ میں سے ایک پتلی سی تار نکال

کر تالے میں گھسا کر گھمانے لگی۔۔۔ کافی دیر کوشش کرنے کے باوجود تالا نہ کھلا مگر اس نے ہمت نہ ہاری اور کوشش میں لگی رہی۔۔۔ اپنی بھرپور کوشش کے باوجود وہ تالا نہ کھول پائی تو بیگ سے سائلنسر لگا پسٹل نکال کر اس کا دہانہ تالے پہ رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔۔۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ تالے کی جگہ سوراخ ہو گیا۔۔۔ اور دروازہ ہینڈل گھمانے پہ دروازہ کھل گیا۔ اس نے پسٹل بیگ میں رکھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

واش روم کے نام پہ بنایا گیا کمرہ، سائز میں کم مگر مکمل وارڈروب نظر

آرہا تھا۔ اس نے لباس چیک کئے، پھر نیچے پڑا بیگ، جس میں میک اپ کا سامان تھا وہ، اور پھر کونے میں بنا لمبوترہ باکس کھولنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔۔۔ عین اسی وقت کمرہ میں لرزش ہوئی تو وہ چونک گئی۔۔۔ اچانک کمرہ لفٹ کی طرح نیچے کی جانب حرکت میں آیا اور ایک لوہے کی چادر دروازے کی جگہ گرتی چلی گئی۔۔۔ وہ حیرت سے خود سے سنبھالتے ہوئے پرس سے موبائل نکالنے لگی۔۔۔ اور جب تک کمرہ رکا، وہ کال ملا چکی تھی۔۔۔ کال ملاتے ہی اس نے موبائل پرس میں ڈال دیا۔ لفٹ رکتے ہی اس نے تیزی سے پسٹل نکالا اور دروازے کی جانب تان لیا، وہ اس انتظار میں تھی کہ جیسے ہی وہ شیٹ سامنے سے ہٹے گی، وہ گولی چلا دے گی، اسی وقت اس کی پشت پہ کھٹکا ہوا، اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی ۔۔۔ اس کے سر پہ جیسے کسی نے وزنی ہتھوڑا مار دیا ہوا۔۔ وہ خالی بوری کی طرح زمین بوس ہوتی چلی گئی۔

رضی پارکنگ ایریا میں ، اپنی کار میں بیٹھی تھی، اس کی نظریں سامنے آنے جانے والی گاڑیوں اور لوگوں پہ تھیں۔۔ وہ ہر ایک کا یوں جائزہ لے رہی تھی جیسے ان کے دماغوں میں موجود راز بھی جان لینا چاہتی ہو۔۔۔ اور تب وہ چونک گئی جب ایک ایمبولنس پارکنگ میں داخل ہوئی اور پلازہ کی عقبی طرف بڑھی۔ اس نے جیب سے موبائل نکالا اور نمبر ملایا۔

"ہاشم سپیکنگ میڈم۔۔"

"ابھی ابھی پلازہ کی عقبی طرف ایمبولینس گئی ہے، چیک کرو۔۔۔" اس نے کہا اور کال بند کرتے ہی دوسری کال ملائی۔

"سولجر سپیکنگ میڈم۔۔۔"

"تم تیار رہنا۔۔ کسی بھی وقت حرکت میں آنا پڑ سکتا ہے اور پلان کے مطابق ہی چلنا۔۔۔" اس نے ڈانٹنے والے انداز میں کہا اور کال بند کر دی۔

اب اس کی نظریں دوبارہ لوگوں کی جانچ پڑتال میں مصروف ہو گئیں، ایمبولنس کو جیسے وہ بھول ہی گئی کیونکہ ہاشم کے ذمے یہ کام لگا دیا تھا اور جب بھی ایمبولنس واپس جاتی، اس کے سامنے سے ہی گزر کر جاتی۔ تھوڑی دیر بعد موبائل کی وائبریشن سے وہ چونک گئی۔

"یس۔۔۔" اس نے کال اٹنڈ کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔۔۔ ایمبولنس میں ایک لڑکی کو ڈالا گیا ہے اور اب وہ لوگ نکلنے لگے ہیں۔۔۔" ہاشم کی آواز سنائی دی۔

"گڈ۔۔۔ تم وہاں سے نکلو اور رابطے میں رہو۔۔۔ یہی ہمارا ٹارگٹ ہے۔" رضی نے کہا اور کال بند کر دی۔

چند لمحوں بعد ایمبولنس پلازہ کے عقب سے نمودار ہوئی اور تیزی سے خارجی دروازے کی طرف بڑھی، رضی نے بھی کار سٹارٹ کی اور اپنے ٹارگٹ پہ نظر جمائے رکھی۔

جیسے ہی ایمبولنس سڑک پہ مڑی، رضی نے بھی گاڑی آگے بڑھائی اور تیز رفتاری سے سڑک پہ پہنچی، دور جاتی ایمبولنس سے مناسب فاصلہ رکھتے ہوئے وہ تعاقب کرنے لگی ساتھ ساتھ وہ بیک ویو مرر میں بھی دیکھ رہی تھی۔

ایمبولنس والے بھی بہت ہوشیار دماغ کے مالک تھے، وہ بلا مقصد مختلف سڑکوں پہ گھومنے لگے۔۔۔ رضی مسکرائی اور موبائل نکال کر نمبر ملایا۔

"یس میڈم۔۔۔" سولجر کی آواز سنائی دی۔۔

"تمہاری باری۔۔۔" اس نے کہہ کر گاڑی اگلے موڑ سے موڑتے ہوئے تعاقب چھوڑ دیا۔۔۔

جبکہ کال ابھی بھی چل رہی تھی اور سولجر کی کمنٹری جاری تھی، وہ اب اس ایمبولنس کے تعاقب میں تھا اور رضی کو ساتھ ساتھ رپورٹ کر رہا تھا کہ گاڑی اب کہاں ہے، کدھر مڑ رہی ہے، رفتار کتنی ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ رضی دوسری سڑک پہ، جو کہ بالکل الگ اور کافی ہٹ کر تھی، انہی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔

دس منٹ کے تعاقب کے بعد رضی نے سولجر کو ہٹنے کا کہا اور ہاشم کو ڈیوٹی پہ لگا دیا۔۔۔ اس تعاقب میں انہیں تقریباً آدھا گھنٹہ گزر

گیا اور آخر کار ہاشم نے رپورٹ دی کہ ایمبولنس ایک نئی کالونی میں داخل ہوئی ہے۔

رضی نے سولجر کو بھی اسی کالونی پہنچنے کا حکم دیا اور خود ہاشم سے کنکٹڈ رہی۔ ایمبولنس اب ایک کوٹھی میں گھس گئی تھی اور ہاشم اس سے کافی فاصلے پہ ایک سوپر سٹور کے سامنے موجود تھا۔۔۔ جلد ہی سولجر اور رضی بھی وہاں پہنچ گئے۔ ہاشم نے انہیں دیکھ کر گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ رضی اور ہاشم کاروں پہ تھے جبکہ سولجر ایک بڑی بائیک پہ۔۔۔ اب بھی وہ لوگ محتاط ہی تھے، چنانچہ کافی فاصلہ رکھے ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے تھے، پھر جیسے ہی ہاشم کی کار رکی تو وہ دونوں بھی جہاں تھے، وہیں مناسب جگہ پہ سواریاں روک کر لاک کرتے ہوئے پیدل آگے بڑھے۔۔۔ ہاشم کے مخصوص اشارے سے وہ کوٹھی پہنچان گئے اور پھر بے مقصد پھرنے کے سے انداز میں وہ کوٹھی سے ملحقہ چھوٹے گلی میں داخل ہوتے ہوئے اس کے عقب میں پہنچے جہاں خاموشی نے ان کا استقبال کیا۔

"اس کوٹھی میں ہی گاڑی گئی ہے میڈم۔۔۔" ہاشم نے کوٹھی کی طرف اشارہ کیا۔

"اوکے۔۔۔ ہمیں اس لڑکی کو بھی بچانا ہے اور ان لوگوں کو کرارہ جواب بھی دینا ہے۔۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہمیں ایک بار ہرا چکے ہیں۔" رضی نے بغیر لگی لپٹی اور ہچکچائے کہا۔

"یس میڈم۔۔۔" دونوں نے بیک زبان کہا۔

"ہاشم۔۔۔ تم سولجر کی مدد سے دیوار پہ چڑھ سکتے ہو۔۔۔ اور سولجر خود ہی پہنچ جائے گا۔۔" رضی نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

سولجر تیزی سے نیچے جھکا اور ہاشم جمپ لے کر اس پہ سوار ہوا، اس کے کندھے پہ پاؤں رکھتے ہوئے اس نے دیوار کی طرف ہاتھ بڑھائے اور ہلکے سے جھٹکے وہ دیوار پہ تھا۔ سولجر دوبارہ رکوع کے انداز میں جھکا اور رضی پیچھے ہٹ کر دوڑ کر جمپ مار کر اس کی پیٹھ پہ آئی اور وہاں سے جمپ لے کر دیوار تک جا پہنچی۔۔۔ دیوار کی منڈیر پہ اس کے ہاتھ ہی پہنچے تھے، پھر اس نے خود کو کھینچ کر دیوار پہ پہنچایا تھا۔۔ دیوار پہ پہنچتے ہی وہ دونوں دوسری طرف کودے اور باڑ کے پیچھے دبک رہے۔۔۔ اسی وقت دھماکہ ہوا اور سولجر بھی ان کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"پھیل کر احتیاط سے آگے بڑھو۔۔" رضی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

وہ اٹھے اور جھکے جھکے انداز میں پھیلتے، دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھے، چونکہ عقبی لان چھوٹا ہی تھا، وہ جلد ہی عمارت کی دیوار سے لگے تھے۔ عقبی طرف موجود کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے انہیں سامنے کی طرف ہی جانا پڑا اور وہ بڑھتے گئے، سامنے پورچ میں ایمبولنس موجود تھی مگر تھی مکمل خاموشی۔۔۔ جس سے رضی کو بے چینی ہونے لگی مگر وہ لوگ سنبھلے ہوئے انداز میں آگے بڑھتے رہے۔۔

عمارت کا مرکزی دروازہ کھلا تھا، رضی نے سولجر کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود ہاشم کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ ظاہری طور پہ یہی لگ رہا تھا کہ عمارت بالکل خالی ہے، وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور کمرے چیک کرنے لگے۔۔

اچانک رضی نے ایک دروازہ کھولا تو اسے اندر ہی کھینچ لیا گیا، ادھر ہاشم کی چیخ راہداری میں گونج گئی اور ساتھ ہی رضی کے سر پہ جیسے عمارت آن گری، اس کے ذہن میں آخری خیال یہی ابھرا کہ تمام تر احتیاط کے باوجود انہیں ٹریپ کر لیا گیا تھا۔۔۔۔

فادر بڑی سی ریوالونگ چیئر پہ بیٹھا، کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ عجیب سرشت کا مالک تھا، بدلہ لینا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا اسی مشغلے کی وجہ سے وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسٹر بی کے پیچھے لگ گیا تھا، ایک طرف وہ مسٹر بی کے چھکے چھڑانے میں لگا رہا دوسری طرف اپنا اصل مشن جاری رکھا۔

مسٹر بی۔۔۔ ایسا مجرم تھا جس کے بارے میں سن کر اس کی بدلہ لینے کی حس بے چین ہوئی اور وہ اتنے دہشت ناک مجرم کو روند کر اپنی اس حس کو تسکین پہنچانا چاہتا تھا۔ وہ اپنے اس مشن پہ گامزن رہا اور جب وہ مسٹر بی کے سامنے، اس کے کلب میں بیٹھا تھا تو پہلی بار اسے یوں محسوس ہوا کہ مسٹر بی ایک پرت ہے، دراصل وہ کوئی ایسی شخصیت ہے جس کی اور بھی بہت سی پرتیں ہیں۔ اس وجہ سے وہ قدرے بے چین ہوا اور اس کا یہ خیال بننے لگا کہ مسٹر بی جو ظاہر کرتا ہے وہ اصل نہیں ہے، پھر جب اس نے سلطان، نشتر، راحت کے بارے میں مسٹر بی کے ریفرنس سے سوچا تو اسے محسوس ہوا کہ یہ دیدہ دلیر غنڈہ۔۔۔۔ شاید سرکاری غنڈہ ہے۔۔۔ اس بات نے اسے مزید جوش دلایا اور وہ مسٹر بی کے خلاف پوری توجہ سے جُٹ گیا۔۔۔ اس کا مقصد مسٹر بی کو ہلا کر رکھ دینا تھا تاکہ بوکھلاہٹ میں وہ کوئی غلط قدم اٹھائے۔

Red Ribbon پہ حملہ محض غنڈہ گردی یا دہشت جمانا، مسٹر بی کو پریشان کرنا ہی نہ تھا۔۔۔ بلکہ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جب مسٹر بی نامی غنڈہ قتلِ عام کرے تو حکومت کا کیا ردعمل ہو گا، وہ مسٹر بی سے کیسے پیش آئیں گے مگر یہ دیکھ کر اس کا شک پختہ ہوتا چلا گیا کہ مسٹر بی شہر میں ہونے کے باوجود پولیس اور باقی اداروں کی پہنچ

سے دور تھا۔۔۔ سرکاری غنڈہ۔۔۔ یہ لفظ اس کے ذہن میں گونجنے لگا اور پھر اچانک۔۔۔۔ دانش اور اس کی فیملی ۔۔ مسٹر بی لے اڑا۔۔۔ اچانک۔۔۔ ہاشم اور سولجر کو کوئی لے اڑا۔۔۔ اور اچانک۔۔۔ شاہ نور پلازہ ایک لڑکی پہنچ گئی، جس کا حلیہ سوہنی جیسا ہی تھا۔۔۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا ایک بار تو وہ خود پریشان ہو گیا۔۔۔

یہ تمام حقائق اسے مجبور کر رہے تھے کہ وہ مسٹر بی کو محض غنڈہ نہ سمجھے۔۔

پھر سمجھے بھی تو کیا سمجھے؟۔۔۔ اسی الجھن میں گرفتار تھا۔

وہ جس مشن پہ تھا، اس میں سامنے سے آنے والے تیر اور یہاں تک کہ عقب سے آنے والے تیر دیکھ کر ان ک سدباب کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔۔۔ مگر اس کی چھٹی حس بتاتی تھی کہ مسٹر بی نامی تیر۔۔۔ وہم بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ اور نا نظر آنے والا سب سے خطرناک تیر بھی۔۔۔ وہ یہ کانٹا۔۔۔ چاہے اس کی ذہنی پھانس کیوں نہ ہو۔۔ نکال کر آگے بڑھنا چاہتا تھا۔

فون کی گھنٹی سن کر وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا اور ریسیور اٹھایا۔

"یس؟ سنگھ سپیکنگ۔۔۔"۔۔ لب ولہجہ سنگھ جیسا ہی تھا۔

"باس۔۔اس لڑکی کو لے آئے ہیں اور ایک اور بھی خبر ہے۔۔ عمارت میں ایک عورت اور دو مرد گھسے ہیں۔۔۔خفیہ کیمروں میں ہم نے انہیں دیکھ لیا تھا، اب سب کو بھی اس لڑکی کے ساتھ تہ خانے میں باندھ دیا ہے۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو وہ چونک گیا۔

"انکی تلاشی لی؟۔۔کوئی پہچان؟۔۔۔"اس نے پوچھا۔

"سر ان کے پاس صرف اسلحہ ہی تھا، وہ بھی عام سا۔۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔۔میں آتا ہوں۔۔انہیں ہوش میں لاؤ۔۔ سب کو۔۔کمرے میں چار مشین گن بردار ہونے چاہییں۔۔۔ جلدی۔۔۔"اس نے غرا کر کہا اور ریسیور رکھ کر کھڑا ہوا۔

اگر عمارت میں کچھ لوگ گھس آئے تھے تو یقیناً کچھ اور بھی لوگ ان کے پیچھے آسکتے ہیں، وہ پوچھ گچھ جلدی کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر انہوں نے کسی کو اس رہائش گاہ کے بارے میں بتایا ہو تو وہ وہاں سے تمام ثبوت مٹاتے ہوئے نکل سکے ورنہ وہیں جم رہے۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ میک اپ روم می گھسا اور تھوڑی دیر بعد نئے میک

اپ میں بر آمد ہوا۔

اس بار اس کا رخ تہ خانے کی طرف تھا اور جلدی ہی وہ تہ خانے میں موجود تھا۔ تہ خانے میں داخل ہوتے ہی وہ چونک کر رک گیا، سامنے بندھے ہوئے مسٹر بی کے ماتحت دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

"یہ سب یہاں کیسے ؟۔۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"یس باس ؟۔۔" ایک ماتحت جس نے بڑبڑاہٹ سن لی تھی، بولا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اس نے کہا۔

اس نے نظریں گھوم کر سوہنی کے چہرے پہ رکیں، کبھی وہ سوہنی کو دیکھتا اور

کبھی رضی اینڈ پارٹی کو۔۔۔ کیا یہ سب ایک ہیں ؟۔۔ اس نے سوچا اور پھر سر جھٹکا اور خالی کرسی کی طرف بڑھا۔

اسی وقت سوہنی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے سر جھٹکنا شروع کر دیا۔۔۔ ساتھ ہی رضی کے جسم میں بھی حرکت شروع ہوئی۔

"تو خواتین کا دماغ ان مردوں سے قدرے بہتر ہے۔۔" وہ مسکرایا۔

"یہ کونسی جگہ ہے؟۔۔" سوہنی نے کہا اور پھر سامنے دیکھ کر چونک گئی۔

"رو۔۔۔" اور پھر خود ہی رک گئی۔

"ہاں میری جان۔۔ روپ سنگھ۔۔ تم تو بڑی بے وفا نکلیں۔۔" وہ روپ سنگھ کے میک اپ میں تھا، اور اس کے لہجے میں مسکرا کر بولا۔

"کہاں چلے گئے تھے تم؟۔۔۔ اس دن کے بعد غائب ہو گئے تم؟۔۔" سوہنی پیار بھرے انداز میں بولی۔ اسے کوئی ذہنی جھٹکا لگا تھا جسے وہ چھپا رہی تھی۔

"میں تمہارے جھانسے میں ضرور آتا اگر تم بھی میری ساتھ قید ہی ہوتیں لیکن تم تو میری خفیہ رہائش گاہ۔۔۔ اوہ سوری۔۔۔ واش روم تک پہنچ گئیں۔۔" وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

"او۔۔ سن۔۔ میرے ہاتھ پاؤں کھول ذرا۔۔ اس دن کلب میں بزدلوں کی

طرح حملہ کر کے نکل گئے۔۔" رضی نے غرا کر کہا۔

"رہنے دو بچی۔۔۔ تمہارے باس کو بھی مات دے کر نکل گیا تھا میں۔۔" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ناممکن۔۔ باس کو کوئی ہرا ہی نہیں سکتا۔۔۔"

رضی نے نفی میں سر ہلایا، تب تک ہاشم اور سولجر بھی ہوش میں آچکے تھے اور چپ چاپ، حیرت زدہ تماشائی بنے ہوئے تھے۔

"نجانے کیوں یہاں کے لوگوں نے مسٹر بی کو ہَوا بنایا ہوا ہے۔۔ دو ٹکے کا غنڈہ۔۔" اس نے نفرت سے زمین پہ تھوکا۔

اس کا یہ جملہ، محض دکھاوا تھا، وہ جان بوجھ کر ایسی نفرت اور حقارت ظاہر کر رہا تھا۔

"مسٹر بی۔۔۔" سوہنی چونک گئی اور گردن موڑ کر رضی اور اس کے ساتھ بیٹھے ہاشم اور سولجر کو بغور دیکھا۔

"تم کیسے اس خفیہ واش روم تک پہنچیں؟۔۔۔" اس نے سوہنی سے پوچھا۔

"مجھے کسی نے کال کر بتایا تھا کہ مسٹر بی کو خفیہ ٹھکانہ ہے۔۔ اور تم جانتے ہو کہ ہماری آخری بار اور آخری سامنا مسٹر بی سے ہی ہوا تھا ۔۔ میں اس سے تمہارے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی۔۔" اس

نے بات بنائی۔

"پورے شہر میں ایسا کوئی بزنس میں نہیں جس کی سوہنی نامی بیٹی ہو۔۔تم کون ہو اور مجھ سے کیوں ٹکرائیں؟۔۔" اس نے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے پیار۔۔۔"

"بکواس مت کرو۔۔۔" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے غرایا۔

"اور تم لوگ؟۔۔۔تم لوگوں کو اس رہائش گاہ کا پتہ کس نے بتایا؟۔۔" اس نے اسی طرح پھاڑ کھانے والے انداز میں رضی سے پوچھا۔

"اگر تم مجھے ہرا دو۔۔فائٹ میں۔۔تو سب بتا دوں گی۔۔" رضی نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔ وہ شاید پہلی ہار۔۔جو کہ ناگہانی مصیبت جیسی تھی اور اس کا اپنا کوئی قصور یا کمزوری نہ تھی۔۔۔ بھول نہیں پا رہی تھی اور یہی کوشش کر رہی تھی کہ لڑ کر اسے ہرائے۔

"لگتا ہے تم پہلی ہار نہیں بھول پا رہیں۔۔میرے پاس وقت نہیں ان چونچلوں کا۔۔۔جواب دو ورنہ تمہارے ساتھیوں کو گولی مار دوں گا۔۔"

"مار دو۔۔ باس کے ماتحت ہیں۔۔ وہ نئے رکھ لیں گے۔۔" رضی نے پر سکون لہجے میں کہا اور اگلے لمحے ٹھائیں کی آواز کے ساتھ سب کو جھٹکا لگا اور سولجر

کی چیخ بلند ہوئی۔۔۔

"اگلی گولی دوسری ٹانگ میں۔۔۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔۔" فادر نے غرا کر کہا۔

سولجر ہونٹ دانتوں میں دبائے ضبط کئے بیٹھا تھا، گولی اس کی بائیں ٹانگ میں ماری گئی تھی۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔" رضی نے سرد لہجے میں کہا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ سولجر کی چیخ پھر سے بلند ہوئی، ہاشم نے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیری اور رحم طلب نگاہوں سے رضی کی طرف دیکھا۔۔۔ اس اپنا اور سولجر کا مستقبل تاریک نظر آرہا تھا۔ ادھر رضی کے ذہن سرد پن کی انتہا پہ تھا۔ سوہنی حیرت سے رضی کو دیکھ رہی تھی جو عجوبہ ہی تھی۔۔۔ مردوں سے زیادہ مضبوط اعصاب والی لڑکی اس کے سامنے موجود تھی اور اس کی مضبوطی کو بیوقوفی یا پاگل پن بھی کہا جا سکتا تھا۔

"تم بے شک میری ٹانگوں میں گولیاں مارنا شروع کر دو۔۔ پھر بھی میرا وہی جواب ہے۔۔" اس ٹھوس لہجے میں کہا تو اس بار فادر کے پسٹل کی نال اوپر اٹھی اور اس نے سولجر کے سینے کا نشانہ لیا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ سب نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

"بچے کی جان لے گا کیا؟۔۔" غراہٹ سن کر سب نے آنکھ کھولی اور اسی وقت کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔۔۔ فادر کے پیچھے موجود تمام گن بردار مکھیوں کا چھتہ بن کر گرتے چلے گئے ، سوائے ایک کے۔۔ جو کہ خود گولیاں چلا رہا تھا۔۔

"شانی۔۔۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟۔۔" فادر حلق کے بل چیخا۔

وہ جب سولجر پہ فائر کرنے لگا تھا جو جھٹکے سے اس کا ہاتھ فضا میں بلند ہوئی اور گلی سیدھی چھپ میں لگ کر زاویہ بدلتی کہیں لوفر ہو گئی۔۔۔ اور اس کے ہاتھ سے پسٹل چھین لیا گیا تھا۔۔

"شانی تو اپنی نانی کے پاس ہے۔۔۔" وہ غرایا۔

"مسٹر بی۔۔۔۔" فادر نے نفرت سے ہونٹ سکوڑے۔

"باس۔۔۔۔" رضی کے لہجے میں عقیدت ہی عقیدت تھی اور ہاشم۔۔۔ وہ شکر ادا کر رہا تھا جبکہ سولجر۔۔۔ اس کے چہرے پہ نقاہت طاری ہونے لگی تھی۔

"چلو پچھلی دیوار کے پاس۔۔ جلدی۔۔۔" اس نے گن سے فادر کو اشارہ کیا تو وہ اسے گھورتے ہوئے پچھلی دیوار کی جانب بڑھنے لگا۔

مسٹر بی، جو کہ شانی کے میک اپ میں تھا، وہ تیزی سے رضی کے قریب پہنچا اور جیب سے خنجر نکال کر رضی کے ایک ہاتھ کی رسیاں کاٹنے لگا۔۔۔ اس کی نظریں فادر پہ جمی ہوئی تھیں اور تیز دھار خنجر تیزی سے چل رہا تھا۔

"باس۔۔ دو بل کٹ گئے ہیں۔۔" رضی نے کہا اور اس نے ہاتھ کو جھٹکنا شروع کیا، جلد ہی اس کا ہاتھ آزاد ہوا اور اس نے مسٹر بی کے ہاتھ سے خنجر پکڑ کر دوسری طرف کی رسیاں کاٹنا شروع کیں۔۔۔ جلد ہی رضی آزاد ہو چکی تھی اور وہ تیزی سے ہاشم کی طرف بڑھی۔

"تم روپ سنگھ تو ہو نہیں۔۔۔ جب تم نے رضی پہ حملہ کیا تھا میں تبھی پہچان گیا تھا۔۔ کون ہو تم؟ اور روپ سنگھ کہاں ہے؟۔۔" مسٹر بی غرایا۔

روپ سنگھ کے نقلی ہونے کی بات سن کر سوہنی چونک گئی۔۔ یہ تو چیف نے بتا دیا تھا کہ روپ سنگھ بھاگ چکا ہے مگر نقلی روپ سنگھ۔۔۔ اور مسٹر بی۔۔ وہ اتنا کچھ کیسے جانتا تھا۔ مسٹر بی کے لئے اس کی آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں سلگ رہی تھیں۔

"یہ راز تم جیسے چھوٹے لوگوں کے لئے نہیں جو خود سے باتیں کرتے ہوں۔۔ تم دوائی کیوں نہیں لیتے کوئی؟۔۔" فادر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تب تک ہاشم اور سولجر آزاد ہو گئے تھے اور رضی ہاتھ باندھے کھڑی تھی، اس نے سوہنی کی طرف قدم بھی نہ بڑھایا تھا۔

"اسے بھی کھول دو۔۔ پرانی جان پہچان ہے۔" مسٹر بی نے سرد لہجے میں کہا۔

رضی تیزی سے سوہنی کی طرف بڑھی۔

"تم اس ملک میں کیوں ہو؟۔۔۔" مسٹر بی نے پوچھا۔

"یہ ملک۔۔۔ یہ ملک ہمارا ہے۔۔" فادر نے آنکھیں موند کر یوں اندر سانس کھینچا جیسے ملک کی خوشبو سونگھ رہا ہو۔

"کون ہو تم لوگ؟۔۔۔"

"ہم لوگ۔۔۔ تم لوگوں سے بہت بہتر، طاقتور اور پر اعتماد لوگ ہیں۔۔ تم

لوگ نہایت گھٹیا اخلاقیات کے مالک ہو۔۔ خواہ مخواہ ملک گندہ کر رہے ہو۔۔" فادر نے حقارت سے جواب دیا۔

"تو تم لوگ آسمان سے اتری ہوئی مخلوق ہو؟۔۔۔ اب تک کتنے قتل کر چکے ہو تم؟۔۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نالائقوں کو ختم کرنا کوئی گناہ نہیں۔۔ اور صحیح کہا۔۔ ہم آسمان سے اتری ہوئی مخلوق ہیں۔۔۔ ہم چھلاوہ ہیں۔۔۔"

اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہے، سوہنی چیختی اور اڑتی ہوئی توپ سے نکلے گولے کی طرف مسٹر بی کی جانب آئی اور اسے لیتی ہوئی دھڑام سے زمین پہ آ گری۔۔۔ مسٹر بی کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی، اسی وقت ہاشم نے دوڑ کر ایک مشین گن پہ قبضہ کر لیا۔۔ ادھر رضی کی چیخ بلند ہوئی۔

"خبر دار۔۔ میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔۔" فادر چیخا۔

"تم نے رضی کا جواب سنا نہیں۔۔ ہمیں فرق نہیں پڑتا۔۔۔ توڑ دو۔۔" مسٹر بی نے سرد لہجے میں کہا تو سوہنی نے چونک کر اس کی طرف دیکھی۔۔ اور پھر رضی کی طرف۔۔۔ رضی کی آنکھوں میں مسٹر بی کی تائید چمکتی نظر آئی اور سوہنی کا دماغ پل بھر کے لئے ماؤف ہو گیا۔۔۔ کہ یہ کیا پاگل پن ہے۔۔

"ہاشم۔۔ گن چھینک کر سولجر کو سنبھالو۔۔ پٹی کرو اسے۔۔" مسٹر بی نے اس

طرح کہا جیسے کمرے وہ وہ تینوں ہی موجود ہوں بس۔

اسی وقت رضی جھکی اور اپنی ٹانگوں میں سے ہاتھ نکالتے ہوئے فادر کی ٹانگ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کٹے درخت کی طرح پیچھے کو جھٹکا دیتی ہوئی گری اور کھٹاک کی آواز سنائی دی۔۔ فادر کا سر عقبی دیوار سے ٹکرایا تھا اور رضی پہ اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی، وہ فوری جمپ لے کر ایک طرف ہو گئی اور فادر سے لڑنے کے لئے پوز بنایا۔

فادر سر جھٹکتے ہوئے سیدھا ہوا، اس کے ہونٹوں پہ سرد مسکراہٹ اور آنکھوں میں لڑائی کی بھوک کو جیسے تیلی لگ گئی ہو۔۔ وہ کھلے سانڈ کی طرح رضی کی طرف دوڑا اور اتنی تیز رفتاری سے جمپ لیا

کہ سوہنی اور رضی کو جیسے کچھ نظر ہی آیا۔۔ اگلے لمحے رضی پوری قوت سے اڑتی ہوئی دیوار سے ٹکرائی اور چیخ کر ساکت ہو گئی۔۔۔

"مسٹر بی۔۔ کیا تم لڑنا چاہو گے ؟۔۔" فادر جیسے اب موڈ میں آ گیا تھا۔۔

"نہیں۔۔ تم مجھے ہرا ہی دو گے۔۔۔" مسٹر بی کے لاپرواہ جواب نے جیسے اسے ٹھنڈا ہی کر دیا۔

سوہنی نے مسٹر بی کو دیکھ کر منہ بنایا اور تیزی سے فادر کی طرف بڑھی، اسے یوں بڑھتے دیکھ کر مسٹر بی چونک گیا۔

"تمہارے ملک کی عورتیں جنگجو ہیں۔۔۔" فادر مسکرایا۔

"یہاں شادی کرو۔۔ تمہیں مکمل آگاہی ہو جائے گی۔۔" مسٹر بی نے بھی بھیڑیئے کی طرح دانت نکالتے ہوئے جواب دیا، تب تک سوہنی غرا کر اس پہ حملہ کر چکی تھی۔۔۔ وہ دو فریقین میں پھنسی ہوئی تھی، نہ مسٹر بی اپنا تھا اور نہ ہی نقلی روپ۔۔۔ چیف کا دور دور تک کوئی نشان نہ تھا لہٰذا وہ خود ہی کود پڑی۔ اور جواباً اڑتی ہوئی وہ بھی دیوار سے ٹکرائی اور گرنے سے پہلے ہی قلابازی کھا کر کھڑی ہوئی۔

"چلو۔۔ لڑتے ہیں۔۔" مسٹر بی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔ وہ خود

کلامی نہیں کر رہا تھا۔ شاید دونوں بھائی اتحاد کئے ہوئے تھے۔۔۔ (1 اور 2)

فادر مسکرا کر تیزی سے مسٹر بی کی جانب بڑھا اور اس کے پاس پہنچتے ہی جھکا، پھر وہ یوں کھُلا جیسے سپرنگ کھلا ہو۔۔ اور مسٹر بی اڑتا ہوا دروازے سے ٹکرایا۔۔ مگر دروازے سے ٹکراتے ہی وہ بھی سپرنگ کی طرح واپس کھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں فادر کے سینے پہ لگیں اور وہ اڑتا ہوا عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔۔

"تمہیں شروع میں کہا تھا کہ عقبی دیوار کے پاس رہو۔۔۔" وہ غرایا تو فادر غرا کر اس کی طرف بڑھا۔ ثانیہ اور ہاشم ۔۔۔ دم سادھے انہیں ایک دوسرے پہ جھپٹے دیکھ رہے تھے، دونوں کے کپڑوں کی درگت بن چکی تھی اور وہ بڑھ چڑھ کر کارِ خیر میں مکے، لاتیں، مار کٹائی۔۔۔ سب کچھ ڈال رہے تھے۔۔۔ اگر ایک سیر بننے کی کوشش کرتا تو دوسرا سواسیر ثابت ہونے لگتا اور اگلے ہی لمحے سواسیر، سیر ہو جاتا اور سیر ۔۔۔ سواسیر ۔۔۔ یہ لڑائی دیکھ کر تو سوہنی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔۔۔۔ دو دونوں کسی بھی طرح ہار ماننے کو تیار نظر نہ آرہے تھے۔۔ سوہنی

کھسکتے ہوئے آہستہ آہستہ ہاشم کی طرف بڑھ رہی تھی۔ فادر کے

ہاتھ مسٹر بی کا کالر لگ گیا۔۔ اور پھر اس کے مکے پوری قوت اور رفتار سے چلنے لگے۔۔ مگر یہ مکے چہرے پہ پڑنے کی بجائے مسٹر بی کی سانڈ جیسے گردن پہ پڑنے لگا اور اس نے اپنے جسم کو جھٹکا دے کر فادر کو خود پہ الٹا اور ساتھ ہی اس کے پیٹ پہ کوہنی کی ضرب لگاتے دوسری کہنی اس کی ٹھوڑی پہ دے ماری اور کٹاک سے فادر کے منہ سے دانت اچھل کر فرش پہ لیٹ گیا۔۔ فادر سنبھلا بھی نہیں تھا کہ مسٹر بی نے اس کا کالر پکڑ کر فادر سے بھی تیز رفتاری سے مکوں کی مشین چلا دی اور اس بار مکے برساتے ہوئے مسٹر بی کی آنکھوں میں پانی جھلملانے لگا۔۔ مکوں میں کوئی پرانی دشمن تھی۔۔۔ فادر کا سر تیز رفتار پنڈولم کی طرح آگے پیچھے ہو رہا تھا کہ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ مسٹر بی کی چیخ بلند ہوئی اور اس کے ہاتھ سے فادر کا کالر نکلا۔۔ جیسے ہی کالر مسٹر بی کے ہاتھ سے نکلا۔۔۔ فادر نے سر کو پوری قوت سے جھٹکا اور مسٹر بی کو اٹھا کر ہاشم کی طرف پھینک دیا۔

ہاشم جو حیرت سے سوہنی کی طرف دیکھ رہا تھا وہ مسٹر بی سمیت پشت کے بل زمین پہ آ گرا۔ مسٹر بی کے پہلو میں گولی لگی تھی اور گولی چلانے والی سوہنی۔۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی فادر وہاں سے نکل گیا تھا۔ سوہنی مشین گن تانے مسٹر بی کی طرف بڑھی، اس کی

آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

مسٹر بی اور اس کے ماتحت پولیس کے حوالے کر دیئے گئے تھے۔ مسٹر بی اور سولجر کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں کچھ دن ہسپتال رکھا گیا تھا۔ مسٹر بی جیسے غنڈے کو زیر کرنے پہ حکومت کی طرف سے گرین سروس کی بہت تعریف کی گئ تھی کہ جنہوں نے ملک کے اندر بھی چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے مجرم کے خلاف کام کرنا شروع کیا ہوا ہے۔

مقامی اخبارات کی وجہ سے مسٹر بی کے قصے کو خوب اچھالا گیا تھا اور حکومت اداروں کی بہادری کو سراہا گیا تھا۔۔۔ اخبارات میں سوہنی نامی ایک سرکاری ایجنٹ کی شہادت کی خبریں بھی چھپی تھیں جنہیں ثانیہ پڑھ کر بہت لطف اندوز ہوئی۔۔ فادر۔۔ وہ ثانیہ کے گولی چلانے کی وجہ سے بچ کر نکل گیا تھا جس وجہ سے گرین سروس کے ممبران کو دوبارہ پردہ نشین ہونے کا حکم مل گیا تھا اور اب جبران بھی دوبارہ کبیر اور ثانیہ والی رہائش گاہ پہ منتقل ہو چکا تھا، صرف

عباس اور ساحر۔۔۔ دونوں ہی غائب تھے۔

مسٹر بی۔۔ جسے بیڈ کے ساتھ کلپ کیا گیا تھا، آنکھیں بند کئے سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ کھٹکا سن کر اس نے آنکھیں کھولیں۔ سامنے ایک لمبا تڑنگا ڈاکٹر کھڑا تھا جس کی آنکھوں پہ بڑے شیشوں والی عینک تھی۔۔ جیسے وہ عینک والا۔۔۔

"کیسے ہو؟۔۔" حال پوچھتے ہوئے بھی وہ غرانے سے باز نہ آیا۔

"ٹھیک ہوں باس۔۔۔" اس نے خود پہ ضبط کر کے باس کہا۔

"یہ تیرا باس۔۔ اور تو اس کا چمچہ۔۔" 1

"شٹ اپ۔۔۔۔"

ڈاکٹر غرایا تو چپ ہو گئی کیونکہ شٹ اپ کے بعد ہمیشہ چپ ہی چھا جاتی تھی۔

"تمہارا دشمن، تمہاری گرفت سے بھاگ گیا۔۔ چاہے کسی بھی وجہ سے۔۔ اب اس کا خمیازہ ملک کو بھگتنا پڑے گا۔۔۔"

وہ غرایا تو مسٹر بی کے آنکھوں میں چنگاری سلگی مگر وہ خاموش رہا۔

"جہاں روپ سنگھ کو رکھا گیا تھا، وہاں سے اسے جان بوجھ کر بھگایا

گیا تھا تاکہ ہم لوگ اس کے ساتھیوں تک پہنچ سکیں۔۔ وہاں فائلیں بھی جان بوجھ کر چھوڑی گئی تھیں، انہیں بَگ کیا گیا تھا تاکہ نگرانی میں آسانی ہو، میرا خیال ہے جب کلب میں تمہارا سامنا سنگھ ۔۔یا جو بھی اس کا نام ہے۔۔ سے ہوا تھا تو تم نے بھی اسے بَگ کیا تھا جس وجہ سے اس کے خفیہ واش روم تک ہم پہنچ سکے۔۔ مگر تم دیکھ چکے ہو، یہ معاملہ اونچے درجے کا ہے۔۔ ابھی یہ معاملہ شروع ہوا ہے۔۔" ڈاکٹر نے نجانے کیوں تفصیل بتائی۔

"جانتا ہوں یہ سب۔۔۔" وہ غرایا۔

"مجھے اس کیس میں مسٹر بی کی نہیں۔۔ کسی اور کی ضرورت ہے۔۔

"ڈاکٹر نے کہا اور اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"تو ناکارہ مال ہے۔۔" 1

"شٹ اپ۔۔" 2

اور خاموشی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسٹر بی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

ختم شد